بسم اللہ الرحمن الرحیم

اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

نمبر ۵۲۵۴

رجسٹرڈ ایل

خلافت نمبر

الفضل ربوہ

روزنامہ

ایڈیٹر:- روشن دین تنویر
بی اے ایل ایل بی

The Daily ALFAZL Rabwah

قیمت فی پرچہ ۲

۲۶ مئی ۱۹۵۷ء

نمبر ۱۲۵

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل ربوہ سے شائع کیا

خلافت کے قیام اور اس کے اجراء کے متعلق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات

"خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالےٰ نے خلافت کو تجویز کیا۔ تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکاتِ رسالت سے محروم نہ رہے۔" (شہادۃ القرآن صفحہ ۵۸)

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں تو دنیا پر ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ ایک بہت ہی خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ سے اس کو مٹاتا ہے۔ اور پھر گویا اس امر کا از سرِ نو اس خلیفہ کے ذریعہ اصلاح و استحکام ہوتا ہے۔" (الحکم ۱۴ اپریل ۱۹۰۸ء)

۲۷ مئی کا روز ہے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ مبارک لاہور سے لایا گیا ہے۔ جہاں ۲۶ مئی کو آپ کی وفات ہوئی ہے۔ قوم کے اکابر قادیان میں جمع ہیں۔ مگر سب کے چہرے اترے ہوئے ہیں اور ہر طرف ایک اضطراب برپا ہے۔ ہر ایک سوچ رہا ہے کہ

"اب کیا ہوگا"؟

وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔ وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا۔ جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں (اخبار وکیل)

یہ جنازہ اسی شخص کا تھا۔ یہ جنازہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔ جس نے دنیا میں از سر نو اسلام کا پرچم بلند کرنے کے لئے اپنا سب کچھ لگا دیا۔ جس نے ایک منظم جماعت اس کام کے لئے کھڑی کی۔

آج اسی جماعت کے صغیر و کبیر قادیان کی گلیوں میں اندوہ ناک چل رہے تھے اور سب باغ حضرت مسیح موعود علیہ السلام میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ جہاں اس عظیم الشان انسان کی میت رکھی تھی۔

یہ جماعت آج بیقرار تھی بے چین تھی اور مضطرب تھی اس کو ایک خطرہ فضا میں لہراتا ہوا محسوس ہو رہا تھا۔ جماعت کے اکابر گہری فکر میں مستغرق تھے اور سوچ رہے تھے کہ اب کیا ہوگا؟

سچ یہ ہے کہ یہ اضطراری حالت پیدا ہونی ہی تھی۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ آسمانوں سے زمین پر اتر کر اپنی سنت کے مطابق کام کر رہا تھا ہونا وہی تھا جو اللہ تعالےٰ کی قدیم سنت ہے جو ہر مامور من اللہ کی وفات پر ہوتا رہا ہے۔

"قدرت ثانیہ" کی ابتدا کا وقت آگیا تھا۔ آسمان پر تو پہلے ہی فیصلہ ہو چکا تھا اب زمین پر اس کو جامۂ عمل پہنانے کا وقت تھا۔ چنانچہ سب من و مائی بھول گئے۔ قوم کی شیرازہ بندی کا خیال اوپر آگیا۔ جو "اب کیا ہوگا" کی شکل میں دماغ میں گھوم رہا تھا۔ آخر آسمان کا فیصلہ سب کی آنکھوں کے سامنے متمثل ہونے لگا۔ اور سب نے "دنیں جھکا کر اس فیصلہ کو قبول کیا کہ

حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلیفۃ المسیح مان لیا جائے اور آپ کی بیعت کر لیں۔

چنانچہ حاضرین جن میں تقریباً تمام اکابر جماعت موجود تھے خوشی خوشی بیعت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ اس وقت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے جو معرکۃ الآرا تقریر فرمائی۔ اس میں فرمایا۔

"اس وقت مردوں بچوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں — اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ

بیعت بک جانے کا نام ہے

— بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے۔ ایک شخص دوسرے کے لئے

اپنی تمام **حریت** اور **بلند پروازیوں** کو چھوڑ دیتا ہے —

اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی"۔ (بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

سب نے یہ تقریر جو سنگ میل کا حکم رکھتی ہے مادی اور روحانی کانوں سے سنی اور سب نے بیعت کر لی اپنے آپ کو بیچ دیا اور زبان حال و قال سے اقرار کیا کہ

ہم اپنی تمام **حریت** اور **بلند پروازیوں** کو چھوڑ دیں گے اور آپ کے احکام کی تعمیل کریں گے۔

اس طرح اپنے آپ کو حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے ہاتھ بیچ دینے کے بعد آپ کی قیادت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جنازہ پڑھا۔

صدر انجمن احمدیہ کے اکابر نے ایک اعلان شائع کیا کہ حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو الوصیت کی پیشگوئی کے مطابق خلیفۃ المسیح مان لیا گیا ہے۔ سب جماعت کو آپ کی بیعت کر لینی چاہیئے چنانچہ سب جماعت نے اس پیغام کے سامنے سر جھکا دیا۔ اس سوال کا جواب کہ

اب کیا ہوگا؟

مل گیا قدرت اولیٰ کے بعد قدرت ثانیہ کی ابتدا ہو چکی۔ آسمان پر کئے ہوئے فیصلوں کو کون روک سکتا ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی تقریر کے مندرجہ ذیل جملوں پر پھر غور کیجئے۔

(۱) بیعت بک جانے کا نام ہے۔

(۲) بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام "حریت" اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔

بیعت کرنے سے گویا سب نے ان دو جملوں کے مقتضیات کو بھی تسلیم کر لیا۔ اگر اس عظیم لمحہ میں کسی کو ان سے اختلاف ہوتا تو بیعت ہی کیوں کرتا۔

مگر افسوس ہے کہ بعض بیعت کرنے والوں نے بعد میں بیعت کے اقرار کی خلاف ورزی کرنے کے مواقع پیدا کرنے چاہے اور اپنی "حریت" اور اپنی "بلند پروازیوں" کے دائرے بیعت کے تسلیم کردہ مفہوم کو ختم ردود کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے ایسے سامان کئے کہ ان دوستوں کو دوبارہ سہ بارہ بیعت کرنی پڑی۔ اس طرح اللہ تعالےٰ نے بار بار ان پر اتمام حجت کیا۔ تاکہ وہ سمجھ سکیں۔ کہ بیعت کے معنے بک جانے اور اپنی حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دینے کے ہیں۔ مگر وہ اپنی فطری جولانیاں دکھانے سے باز نہ آئے۔ اور الوصیت کی عبارتوں کی نئی نئی توجیہیں کرنے لگے۔ اطاعت کا وطیرہ چھوڑ کر سرکشی اور آزاد روی کی رَو میں بہتے چلے گئے یہاں تک کہ بہت دور چلے گئے۔ اور لاطائل کے گورکھ دھندے بنا بنا کر اپنے قبول کردہ آسمانی فیصلہ سے گریز کرنے لگے۔ کبھی کہا کہ انجمن خلیفہ ہے۔ کبھی کہا کہ مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت ہی جائز ہے۔ کبھی حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی ذات پر الزامات لگائے۔ کبھی کہا ان کی طبیعت ایسی ہے ویسی ہے۔ الغرض متواتر چھ سال تک ستاتے رہے۔ کبھی کچھ رنگ بدلتے اور کبھی کوئی روپ بھرتے۔

ان لوگوں کی حرکات سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت خلیفہ اولؓ کی زبان سے معجزانہ طور پر مندرجہ بالا دو جملے کہلوائے تھے۔ آخر حریت اور بلند پروازیوں کا دامن پھیلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے مہر لگا دی۔

مگر خلافت المسیح جو قائم ہو چکی تھی جاری رہی۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کی وفات پر قوم نے وہی بات پھر دہرائی۔ اور آپ کا جنازہ خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی قیادت میں پڑھا گیا ~~۴۲~~ ۴۳ سال سے خلافت المسیح الثانیہ کا دور جاری ہے۔ اور انشاء اللہ طویل سے طویل ہوتا جائے گا۔ منکرین خلافت سوفسطائی استدلالات کے نئے نئے گورکھ دھندے بناتے چلے جائیں۔ جیسی انہیں پہلے کئی بار حسرت نصیب ہوئی ہے۔ آئندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہیگا۔

آؤ سب مل کر خوشیاں منائیں آج وہ متبرک دن ہے۔ جس دن خلافت المسیح کی بنیاد رکھی گئی۔

۲۷ مئی ۱۹۰۸ء

جماعت احمدیہ کا فرض ہے کہ وہ ایمان بالخلافت پر قائم رہے اور اسکے مناسب حال عمل کرے

جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی پر معارف تقریر

جماعت احمدیہ کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۶ء کے موقع پر سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "خلافتِ حقہ اسلامیہ" کے عنوان پر جو پُر معارف تقریر فرمائی تھی فرمایا اس کا ایک حصہ افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کیا جاتا ہے :-

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

وعد اللہ الذین اٰمنوا
منکم وعملوا الصّٰلحٰت
لیستخلفنّھم فی الارض
کما استخلف الذین
من قبلھم ولیمکّننّ
لھم دینھم الذی ارتضٰی
لھم ولیبدّ لنّھم من بعد
خوفھم امناً یعبدوننی
لا یشرکون بی شیئاً ط
ومن کفر بعد ذٰلک
فاولٰئک ھم الفٰسقون
(النور ع ۱۳)

اس آیت کے متعلق تمام پچھلے مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت خلافتِ اسلامیہ کے متعلق ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام (رضوان اللہ علیہم اجمعین) اور کئی خلفاء راشدینؓ بھی اسکے متعلق گواہی دیتے ہیں اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنی کتابوں میں اس آیت کو پیش کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ آیت خلافتِ اسلامیہ کے متعلق ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ بیان فرماتا ہے کہ اے خلافتِ حقہ اسلامیہ پر ایمان رکھنے والے مومنو! (چونکہ یہاں خلافت کا ذکر ہے۔ اسلئے اٰمنوا میں ایمان سے مراد ایمان بالخلافت ہی ہو سکتا ہے۔ پس یہ آیت مبائعین کے متعلق ہے غیر مبائعین کے متعلق نہیں کیونکہ وہ خلافت پر ایمان نہیں رکھتے) اے خلافتِ حقہ اسلامیہ کو قائم رکھنے اور اس کے حصول کے لئے کوشش کرنے والو! تم سے اللہ ایک وعدہ کرتا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ ہم تم میں سے زمین میں اسی طرح خلفاء بناتے رہیں گے جس طرح تم سے پہلے لوگوں کو خلفاء بنایا اور ہم انکے لئے اسی دین کو جاری کریں گے جو ہم نے انکے لئے پسند کیا ہے۔ یعنی جو ایمان اور عقیدہ ان کا ہے۔ وہی خدا کو پسندیدہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ وعدہ کرتا ہے۔ کہ وہ اسی عقیدہ اور طریق کو دنیا میں جاری رکھیگا۔ اور اگر ان پر کوئی خوف آیا۔ تو ہم اسکو تبدیل کرکے امن کی حالت لے آئیں گے۔ لیکن ہم بھی ان سے امید کرتے ہیں۔ کہ وہ ہمیشہ توحید کو دنیا میں قائم کرینگے۔ اور شرک نہیں کرینگے یعنی مشرک مذاہب کی تردید کرتے رہینگے۔ ---------

----

-----اور اسلام کی توحید حقہ کی اشاعت کرتے رہینگے۔

خلافت کے قائم ہونیکے بعد خلافت پر ایمان لانیوالے لوگوں نے خلافت کو ضائع کر دیا۔ تو فرماتا ہے مجھ پر الزام نہیں ہوگا اس لئے کہ میں نے ایک وعدہ کیا ہے اور شرطیہ وعدہ کیا ہے اس خلافت کے ضائع ہونے پر الزام تم پر ہوگا میں اگر پیشگوئی کرتا تو مجھ پر الزام ہوتا۔ کہ میری پیشگوئی جھوٹی نکلی مگر میں نے پیشگوئی نہیں کی بلکہ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے اور شرطیہ وعدہ کیا ہے کہ اگر تم مومن بالخلافۃ ہوگے اور اس کے مطابق عمل کرو گے تو پھر میں خلافت کو تم میں قائم رکھونگا پس اگر خلافت تمہارے ہاتھوں سے نکل گئی تو یاد رکھو کہ تم مومن بالخلافۃ نہیں رہو گے کافر بالخلافۃ ہو جاؤ گے اور نہ صرف خلفاء کی اطاعت سے نکل جاؤ گے بلکہ میری اطاعت سے بھی نکل جاؤگے اور میرے بھی باغی بن جاؤ گے۔

خلافتِ حقہ اسلامیہ کے عنوان کی وجہ

میں نے اس مضمون کا ہیڈنگ خلافتِ حقہ اسلامیہ اسلئے رکھا ہے کہ جس طرح موسوی زمانہ میں خلافت موسویہ یہود یہ دو حصوں میں تقسیم تھی۔ ایک دور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تھا۔ اور ایک دور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے لیکر آج تک چلا آرہا ہے۔ اسی طرح اسلام میں بھی خلافت کے دو دور ہیں۔ ایک دور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد شروع ہوا اور اسکی ظاہری شکل حضرت علی رضی اللہ عنہ پر ختم ہو گئی اور دوسرا دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ سے شروع ہوا اور اگر آپ لوگوں میں ایمان اور عمل صالحہ قائم رہا۔ اور خلافت سے وابستگی پختہ رہی تو انشاء اللہ یہ دور قیامت تک قائم رہیگا جیسا کہ مذکورہ بالا آیت کی تشریح میں میں ثابت کر چکا ہوں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایمان بالخلافۃ قائم رہا اور خلافت کے قیام کے لئے تمہاری کوشش جاری رہی تو میرا وعدہ ہے کہ تم میں سے (یعنی مومنوں میں سے اور تمہاری جماعت میں سے) میں خلیفہ بناتا رہونگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسکے متعلق احادیث میں تشریح فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں :-

ما کانت نبوّۃ قطّ الّا
تبعتھا خلافۃ۔
(جامع الصغیر للسیوطی)

کہ ہر نبوت کے بعد خلافت ہوتی ہے اور میرے بعد بھی خلافت ہوگی۔ اس کے بعد ظالم حکومت ہوگی۔ پھر جابر حکومت ہوگی یعنی غیر قومیں آکر مسلمانوں پر حکومت کریں گی۔ جو زبردستی مسلمانوں سے حکومت چھین لیں گی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ پھر خلافت علیٰ منہاج النبوّۃ ہوگی۔ یعنی جیسے نبیوں کے بعد خلافت ہوتی ہے۔ ویسی ہی خلافت پھر جاری کر دی جائے گی۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

نبیوں کے بعد خلافت کا ذکر قرآن میں دو جگہ آتا ہے۔ ایک تو یہ ذکر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو خلافت اس طرح دی کہ کچھ ان میں سے موسیٰ علیہ السلام کے تابع نبی بنائے اور کچھ ان میں سے بادشاہ بنائے اب نبی اور بادشاہ بنانا تو خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے ہمارے اختیار میں نہیں لیکن جو تیسرا امر خلافت کا ہے اور اس حیثیت سے کہ خدا تعالیٰ انبندوں سے کام لیتا ہے۔ ہمارے اختیار میں ہے چنانچہ عیسائی اس کے لئے انتخاب کرتے ہیں اور اپنے میں سے ایک شخص کو بڑا مذہبی لیڈر بنا لیتے ہیں جس کا نام وہ پوپ رکھتے ہیں گو پوپ اور پوپ کے متبعین اب خراب ہو گئے ہیں مگر اس سے یہ خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ پھر ان سے مشابہت کیوں دی؟ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں صاف طور پر فرماتا ہے کہ

کما استخلف
الذین من قبلھم۔

جس طرح پہلے لوگوں کو میں نے خلیفہ بنایا تھا اسی طرح میں تمہیں خلیفہ بناؤنگا یعنی جسطرح موسیٰ علیہ السلام کے سلسلہ میں خلافت قائم کی گئی تھی۔ اسی طرح تمہارے اندر بھی اس حصہ میں جو موسوی سلسلہ کے مشابہ ہوگا۔ میں خلافت قائم کرونگا یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت براہ راست چلیگی پھر جب مسیح موعود آجائے گا۔ تو جسطرح مسیح ناصری کے سلسلہ میں خلافت چلائی گئی تھی اسی طرح تمہارے اندر بھی چلاؤنگا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ موسیٰ کے سلسلہ میں مسیح آیا اور محمدی سلسلہ میں بھی مسیح آیا مگر محمدی سلسلہ کا مسیح پہلے مسیح سے افضل ہے۔ اس لئے وہ غلطیاں جو انہوں نے کیں وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے مسیح محمدی کی جماعت نہیں کرے گی۔ انہوں نے خدا کو بھلا دیا۔ اور خدا تعالیٰ کو بھلا کر ایک کمزور انسان کو خدا کا بیٹا بنا کر اُسے پوجنے لگ گئے۔ مگر محمدی مسیح نے اپنی جماعت کو شرک کے خلاف بڑی شدت سے تعلیم دی۔ بلکہ خود قرآن کریم نے کہہ دیا ہے۔ کہ اگر تم خلافت حاصل کرنا چاہتے ہو۔ تو پھر شرک کبھی نہ کرنا اور میری خالص عبادت کو ہمیشہ قائم رکھنا جیسا کہ یعبدوننی لا یشرکون بی شیئاً میں اشارہ کیا گیا ہے۔ بس اگر جماعت اس کو قائم رکھے گی تبھی وہ انعام پائے گی۔ اور اس کی صورت یہ بن گئی ہے۔ کہ قرآن کریم نے بھی شرک کے خلاف اتنی تعلیم دی کہ جسکا ہزارواں حصہ بھی انجیل میں نہیں۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی شرک کے خلاف اتنی تعلیم دی ہے جو حضرت مسیح ناصری کی موجودہ تعلیم میں نہیں پائی جاتی پھر آپ کے الہاموں میں بھی یہ تعلیم پائی جاتی ہے چنانچہ آپ کا الہام ہے :-

خذوا التوحید؛
التوحید یا ابناء
الفارس۔
(تذکرہ طبع اول ص ۲۳۲)

اے مسیح موعود اور اس کی ذریت! توحید کو ہمیشہ قائم رکھو سو اس سلسلہ میں خدا نے

مقامِ خلافت
حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی نظر میں

"اللہ تعالیٰ کی مشیّت نے چاہا اور اپنے مصالح سے چاہا مجھے تمہارا امام خلیفہ بنا دیا اور جو تمہارے خیال میں حقدار تھے اُن کو بھی میرے سامنے جھکا دیا۔ اب تم اعتراض کرنے والے کون ہو۔ اگر اعتراض ہے تو جاؤ خدا پر اعتراض کرو۔ مگر اس گستاخی اور بے ادبی کے وبال سے بھی آگاہ رہو۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے جسکو حقدار سمجھا خلیفہ بنا دیا جو اسکی مخالفت کرتا ہے وہ جھوٹا اور فاسق ہے۔ فرشتے بنکر اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرو۔ ابلیس نہ بنو۔" (بدر ۴ جولائی ۱۹۱۲ء)

"تم خلافت کا نام نہ لو مجھے خدا نے خلیفہ بنا دیا ہے اور اب نہ تمہارے کہنے سے معزول ہو سکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ وہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دینگے۔۔۔ تھوڑے دن صبر کرو پھر جو پیچھے آئیگا اللہ تعالیٰ جیسا چاہیگا وہ تم سے معاملہ کریگا۔۔۔۔

۔۔۔ جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے وہ احمدی نہیں۔ جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی ان پر بولنے کا تمہیں خود کوئی حق نہیں جبتک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دُنیا میں نہیں آتا ان پر اپنی رائے زنی نہ کرو" (بدر ... ۱۹۱۲ء ...)

نے تو سیر پر اصرار کر دیا ہے۔ کہ اس کو دیکھتے ہوئے اور قرآنی تعلیم پر غور کرتے ہوئے یہ یقین ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے توحید کامل احمدیوں میں قائم رکھے گا۔ اور اسکے نتیجہ میں خلافت بھی ان کے اندر قائم رہے گی۔ اور وہ خلافت بھی اسلام کی خدمت گزار ہو گی حضرت مسیح ناصری کی خلافت کی طرح وہ خود اسکے اپنے مذہب کو توڑنے والی نہیں ہو گی۔

جماعت احمدیہ میں خلافت قائم رہنے کی بشارت

میں نے بتایا ہے کہ جس طرح قرآن کریم نے کہا ہے کہ خلیفے ہونگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمایا ہے۔ کہ میرے بعد خلیفے ہونگے۔ پھر ملکاً عاضاً ہو گا۔ پھر ملک جبریہ ہو گا۔ اور اسکے بعد خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ ہو گی۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی قرآنِ کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں الوصیۃ میں تحریر فرمایا ہے کہ

"اے عزیزو! جب کہ قدیم سے سُنّت اللہ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے سو اب ممکن نہیں ہے۔ کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سُنّت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا دیکھنا بھی ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گا۔"

(الوصیت صفحہ ۷،۶)

یعنی اگر تم سیدھے رستہ پر چلتے رہو گے تو خدا کا تم سے وعدہ ہے۔ کہ جو دوسری قدرت یعنی خلافت تمہارے اندر آوے گی۔ وہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گی عیسائیوں کو دیکھو گو جھوٹی خلافت ہی سہی انیس سو سال سے وہ اس کو لئے چلے آرہے ہیں مگر مسلمانوں کی بد قسمتی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت کو ابھی اڑتالیس سال ہوئے تو کئی بلیاں چھیچھڑوں کی خوابیں دیکھنے لگیں۔ اور خلافت کو توڑنے کی فکر میں لگ گئیں۔

پھر فرماتے ہیں کہ

"تم خدا کی قدرت ثانی کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعائیں کرتے رہو۔"

(الوصیۃ صفحہ ۸)

سو تم کو بھی چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے ماتحت دعائیں کرتے رہو کہ اے اللہ! ہم کو مومن بالخلافت رکھیو۔ اور اسکے مطابق عمل کرنے کی توفیق دیجیو۔ اور ہمیں ہمیشہ اس بات کا مستحق رکھیو کہ ہم میں سے خلیفے بنتے رہیں۔ اور قیامت تک یہ سلسلہ جاری رہے۔ تاکہ ہم ایک جھنڈے کے نیچے کھڑے ہو کر اور ایک صف میں کھڑے ہو کر اسلام کی جنگیں ساری دنیا سے لڑتے رہیں۔ اور پھر ساری دنیا کو فتح کر کے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں گرا دیں کیونکہ یہی ہمارے قیام اور مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض ہے۔

قدرتِ ثانیہ سے مُراد خلافت ہے

یہ جو میں نے "قدرتِ ثانیہ" کے معنے خلافت کے کئے ہیں۔ یہ ہمارے ہی نہیں بلکہ غیر مبائعین نے بھی اس کو تسلیم کیا ہوا ہے چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب لکھتے ہیں:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جنازہ قادیان میں پڑھا جانے سے پہلے آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیۃ کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعودؑ با جازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین شریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔ یہ خط بطور اطلاع کل سلسلہ کے ممبران کو لکھا جاتا ہے۔" الخ

(بدر ۲ جون ۱۹۰۸ء)

یہ خط ہے جو انہوں نے شائع کیا اس میں مولوی محمد علی صاحب شیخ رحمت اللہ صاحب اور ڈاکٹر یعقوب بیگ صاحب وغیرہ کا بھی انہوں نے ذکر کیا ہے کہ معتمدین میں سے وہ اس موقعہ پر موجود تھے۔ اور انہوں نے حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔ سو ان لوگوں نے اس زمانہ میں یہ تسلیم کر لیا کہ یہ جو "قدرت ثانیہ" کی پیشگوئی تھی۔ یہ "خلافت" کے متعلق تھی۔ کیونکہ الوصیۃ میں سوائے اس کے اور کوئی ذکر نہیں کہ تم "قدرت ثانیہ" کے لئے دعائیں کرتے رہو۔ اور خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ مطابق حکم الوصیۃ ہم نے بیعت کی پس خواجہ صاحب کا اپنا اقرار موجود ہے کہ الوصیۃ میں جو پیشگوئی کی گئی تھی وہ "خلافت" کے متعلق تھی اور "قدرت ثانیہ" سے مراد "خلافت" ہی ہے۔ پس حضرت خلیفہ اوّلؓ کے ہاتھ پر خواجہ کمال الدین صاحب، مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا بیعت کرنا اور اسی طرح میرا اور تمام خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بیعت کرنا اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ تمام جماعت احمدیہ نے بالاتفاق خلافت احمدیہ کا اقرار کر لیا۔ پھر حضرت خلیفہ اوّلؓ کی وفات کے بعد حضرت خلیفہ اوّلؓ کے تمام خاندان اور جماعت احمدیہ کے ننانوے فیصدی افراد کا میرے ہاتھ پر بیعت کر لینا اس بات کا مزید ثبوت ہوا۔ کہ جماعت احمدیہ اس بات پر متفق ہے کہ "خلافتِ احمدیہ" کا سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا (خلافت حقہ اسلامیہ صفحہ ۱۱ تا ۱۱)

آج سے انچاس[۴۹] برس قبل ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو جب اللہ تعالےٰ نے سیدنا حضرت مولانا نورالدین رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو خلیفۃ المسیح الاول کے مقام پر فائز فرمایا اور جماعت احمدیہ میں خلافت کا بابرکت نظام قائم ہُوا تو آپؓ نے حاضر الوقت احباب کو مخاطب کرکے ایک نہایت اثر انگیز تقریر فرمائی۔ جس میں آپ نے نظام خلافت کی اہمیت اور اس کے مقام کو واضح فرمایا۔ اس تقریر کے چند اقتباس افادۂ احباب کے لئے درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

بعد کلمہ شہادت و استعاذہ آپ نے آیت ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر وینھون عن المنکر پڑھی اس کے بعد فرمایا میں اس اللہ کی تعریف کرتا ہوں۔ جو ابدی اور ازلی ہمارا خدا ہے ہر ایک نبی جو دنیا میں آتا ہے۔ اس کا ایک کام ہوتا ہے۔ جو کرتا ہے۔ جب کر چکتا ہے تو خدا تعالےٰ اس کو بلا لیتا ہے۔ حضرت موسیٰ کی نسبت یہ بات مشہور ہے کہ وہ ابھی بلاد شام نہیں پہنچے تھے کہ رستہ میں ہی فوت ہو گئے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے قیصری و کسریٰ کی کنجیوں کا ذکر فرمایا کہ مجھے دی گئی ہیں۔ مگر آپ نے وہ کنجیاں (چابیاں) نہ دیکھیں کہ چل دئے ایسی باتوں میں اللہ تعالےٰ کے مخفی اسرار ہوتے ہیں۔ یہاں بھی بہت سے لوگ تعجب کریں گے کہ کئی پیشگوئیاں کی تھیں وہ ابھی پوری نہیں ہوئیں۔

پیشگوئیاں کس طرح پوری ہُوا کرتی ہیں

میرے خیال میں یہ اللہ تعالےٰ کی سنت ہے کہ وہ تدریج کام کرتا ہے۔ اور پھر جسے مخاطب کرتا ہے۔ کبھی اس سے مراد اس کا مثیل بھی ہوتا ہے۔ پہلے پارہ میں فرمایا کہ تم نے موسےٰ سے پانی مانگا۔ اور ایسا ہی اور جگہ فرمایا۔ حالانکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مخاطب وہ لوگ نہ تھے۔ پس خدا کی باتیں رنگ برنگ شکلوں میں پوری ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی سنت ہے کہ بعض مواعید الہٰیہ کسی دوسرے وقت پر ملتوی کئے جاتے ہیں۔ اسی لئے فرمایا یصبکم بعض الذی یعدکم اس بعض الذی پر خوب غور کرو کہ اس میں یہی سِر تھا۔ کہ تمام وعدے نبی کی زندگی میں پورے نہ ہوں گے۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یعد ولا یوفی یعنی بعض دفعہ خدا وعدہ کرتا ہے۔ مگر پورا نہیں کرتا۔ نادان سمجھتا ہے کہ اس نے وفا نہیں کی۔ حالانکہ مناسب وقت پر وہ وعدہ یا اس کی مثل پورا ہو جاتا ہے۔

مجھے امامت کی خواہش نہیں

میری پچھلی زندگی پر غور کرلو میں کبھی امام بننے کا خواہشمند نہیں ہُوا مولوی عبد الکریم مرحوم امام الصلوٰۃ بنے۔ تو میں نے بھاری ذمہ داری سے اپنے تئیں سبکدوش خیال کیا تھا۔ میں اپنی حالت سے خوب واقف ہوں۔ اور میرا رب مجھ سے بھی زیادہ واقف ہے۔ میں دنیا میں ظاہر داری کا خواہشمند نہیں۔ میں ہرگز ایسی باتوں کا خواہشمند نہیں۔ اگر خواہش ہے تو یہ کہ میرا مولا مجھ سے راضی ہو جائے۔ اس خواہش کے لئے میں دعائیں کرتا ہوں قادیان بھی اسی لئے رہا اور رہتا ہوں اور رہوں گا۔ میں نے اس فکر میں کئی دن گذارے کہ ہماری حالت حضرت صاحبہ کے بعد کیا ہوگی۔ اسی لئے میں کوشش کرتا رہا کہ میاں محمود کی تعلیم اس درجہ تک پہنچ جائے۔ حضرت صاحب کے اقارب میں اس وقت تین آدمی موجود ہیں

اول میاں محمود احمد۔ وہ میرا بھائی بھی ہے میرا بیٹا بھی اس کے ساتھ میرے خاص تعلقات ہیں۔ قربت کے لحاظ سے میر ناصر نواب صاحب ہمارے اور حضرت کے ادب کا مقام ہیں۔ تیسرے قریبی نواب محمد علی خاں ہیں ......

موجودہ حالت میں سوچ لو کیا وقت ہے جو ہم پر آیا ہے۔ اس وقت مردوں بچوں اور عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وحدت کے نیچے ہوں

.......اگر تم میری بیعت ہی کرنا چاہتے ہو تو سن لو کہ بیعت بک جانے کا نام ہے

ایک دفعہ حضرت نے مجھے اشارتاً فرمایا کہ وطن کا خیال بھی نہ کرنا۔ سو اس کے بعد میری ساری عزت اور سارا خیال انہی سے وابستہ ہو گیا۔ اور میں نے کبھی وطن کا خیال تک نہیں کیا۔ پس

بیعت کرنا ایک مشکل امر ہے ایک شخص دوسرے کے لئے اپنی تمام حریت اور بلند پروازیوں کو چھوڑ دیتا ہے۔ ...... میں چاہتا ہوں کہ دفن ہونے سے پہلے تمہارا کلمہ ایک ہو جائے۔ اب تمہاری طبیعتوں کے رخ خواہ کسی طرف ہوں تمہیں میرے احکام کی تعمیل کرنی ہوگی۔ اگر یہ بات تمہیں منظور ہوں تو میں طوعاً و کرہاً اس بوجھ کو اٹھاتا ہوں۔ ......

ہاں اس بوجھ کو صرف اللہ کے لئے اٹھاتا ہوں۔ جس نے فرمایا۔ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر یاد رکھو کہ ساری خوبیاں وحدت میں ہیں جس (قوم) کا کوئی رئیس نہیں وہ مرچکی"۔ بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء

نورِ ایماں عطا کیا تو نے

از مکرم امین اللہ خانصاحب دیوہ

جامِ عرفاں پلا دیا تُو نے
مر گیا تھا جلا دیا تُو نے

احمدیت سے سرفراز کیا
نورِ ایماں عطا کیا تُو نے

جو تھے نا آشنائے حرفِ دُعا
ان کو ذوقِ دعا دیا تُو نے

ہم تھے بیگانۂ وفا یارب
آشنائے وفا کیا تُو نے

جو ہے غم خوار و محرمِ اسرار ہم کو بخشا وہ رہنما تُو نے

ضروری اعلان

حسب الارشاد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز حسب ذیل اعلان شائع کیا جاتا ہے۔ (پرائیویٹ سیکرٹری)

چوہدری محمد سعید صاحب خلف نواب محمد دین صاحب مرحوم کے نام یہ نوٹس جاری کیا جاتا ہے

کہ وہ ایک غیر احمدی مسمی عمر حیات سے اپنی بیٹی کی شادی کر رہے ہیں۔ اور ظاہر کر رہے ہیں کہ وہ احمدی ہے میں ان کو ان کے خط کے جواب میں لکھوا چکا ہوں کہ اگر وہ ایسا کریں گے۔ تو ان کو اور ان کے خاندان کو جماعت سے خارج کیا جائے گا۔ لیکن انہوں نے اس خط کا جواب نہیں دیا۔ اب اخبار کے ذریعہ سے نوٹس دیا جاتا ہے۔ تاکہ بعد میں کسی عذر کا موقعہ نہ رہے۔ نیز چوہدری مشتاق احمد باجوہ جو ان کے داماد ہیں۔ ان کا خط بھی شائع کیا جاتا ہے۔ جس سے پتہ لگ جائے گا۔ کہ اس شخص کو احمدی سازش سے بنایا گیا ہے۔ اور محض رشتہ کی خاطر یہ بات کی جا رہی ہے۔ میرے دفتر والوں نے گواہی دی ہے کہ یہ شخص عمر حیات چوہدری مشتاق احمد باجوہ وکیل الزراعت کے گھر آ کر ٹھہرا تھا۔ اور انہوں نے ہی اس کو میری ملاقات کے لئے پیش کیا تھا۔ اس کے گواہ مولوی عبد الرحمٰن صاحب انور ہیں اور اسی طرح دفتر کے بعض اور آدمی۔ چونکہ یہ لڑکی جس کی شادی کی عمر حیات سے تجویز ہو رہی ہے چوہدری مشتاق احمد وکیل الزراعت کی بہن کی لڑکی ہے۔ اس لئے میں امور عامہ کو حکم دیتا ہوں۔ کہ وہ معاملہ کی تحقیقات کر کے میرے سامنے رپورٹ کریں۔ اور اگر ثابت ہو جائے کہ عمر حیات وکیل الزراعت کے ہی گھر آ کر ٹھہرا تھا۔ اور انہوں نے ہی اسے مجھ سے ملایا تھا۔ تو ان کی اس سازش میں شمولیت ثابت ہو جائیگی۔ اور مجلس تحریک سے کہا جائیگا کہ وہ ایسے آدمی کو وقف سے فارغ کر دیں۔ چونکہ جو شخص احمدیت میں کمزور ہے۔ اس کے وقف کا سوال نہیں پیدا ہوتا۔

(باقی دیکھیں دوسرے کالم کے نیچے)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۵ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"ضعف کی شکایت ہے"

احباب حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں ؛

ربوہ ۲۵ مئی۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ اعصابی تکلیف میں تو قدرے کمی ہے۔ لیکن تا حال درد نقرس کی شکایت ہے۔ احباب حضرت میاں صاحب موصوف کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں ؛

چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ برادر چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ کا خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم و علیٰ عبدہ المسیح الموعود

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ'۔

خدا تعالیٰ حضور کی صحت اور عمر میں برکت عطا فرما دے۔ آمین

مجھے اپنے بڑے بھائی صاحب سے یہ سن کر کہ میرے سسرال یعنی چوہدری محمد سعید صاحب نے حضور کی خدمت میں لکھا ہے کہ میں ان کی لڑکی کی شادی ایک غیر احمدی عمر حیات سے کروانا چاہتا ہوں از حد رنج اور افسوس ہوا۔

میرا قصور اس معاملہ میں صرف اتنا ہے کہ عمر حیات میرا کلاس فیلو ہے اور واقعہ یہ ہے کہ میری خوشدامن صاحبہ نے خود عمر حیات کو لکھ کر اپریل ۱۹۵۵ء میں لائل پور بلوایا تھا۔ چونکہ جب عمر حیات لائلپور آتا تھا۔ تو میرے پاس ہی ٹھہرا کرتا تھا لہٰذا وہ اسے جانتے تھے۔ جب عمر حیات کو بلوایا گیا۔ تو اس کے ساتھ جھنگ اس کا گھر وغیرہ دیکھنے گئے۔ مجھے بھی ساتھ لے گئے۔ واپسی پر انہوں نے مجھ سے رشتہ کے بارے میں صلاح لی۔ تو میں نے ایسا کرنے کے خلاف مشورہ دیا۔

اس کے بعد جو عید آئی۔ تو عمر حیات کو بذریعہ تار حیدر آباد بلوایا گیا۔ وہاں سے واپس آکر عمر حیات نے مجھے خط لکھا کہ مجھ سے حیدر آباد میں فارم بیعت پُر کروایا گیا ہے۔ اور میں تمہارا رشتہ دار بن گیا ہوں۔ اس پر میں نے پھر حیدر آباد خط لکھا۔ کہ آپ نے برا اچھا نہیں کیا۔ اور عمر حیات کے حالات بھی لکھے۔ اور پھر اس رشتہ کی کھلم کھلا مخالفت بھی کی۔ چنانچہ اس کے بعد اگست ۱۹۵۵ء میں حیدر آباد گیا تو میری خالہ زاد بہن نے بھی کہا (جو احمدی نہیں) کہ تم اس رشتہ کی مخالفت کیوں کرتے ہو۔ میں نے عمر حیات کا اپنے گھر آنا بھی بند کر دیا۔ اس کے علاوہ چوہدری محمد شفیع صاحب گل پروفیسر زراعتی کالج جو خود غیر احمدی ہیں۔ اس بات کی گواہی دے سکتے ہیں۔ کہ میں نے اس رشتہ کی مخالفت کی تھی۔

میں حضور کو ادب کے ساتھ یقین دلاتا ہوں کہ یہ بات میری طرف غلط طور پر منسوب کی جا رہی ہے۔

حضور میرزا انور احمد صاحب سے بھی عمر حیات کے بارے میں دریافت فرما سکتے ہیں۔ والسلام حضور کی دعاؤں کا محتاج مشتاق احمد از ربوہ ۱۹ $\frac{5}{57}$

جماعت احمدیہ میں خلافت کے بابرکت نظام کا قیام

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم اے مدظلہ العالی)

خلافت کا نظام

قرآن شریف کی تعلیم اور سلسلہ رسالت کی تاریخ کے مطالعہ سے پتہ لگتا ہے کہ جب اللہ تعالےٰ دنیا میں کسی رسول اور نبی کو بھیجتا ہے تو اس سے اسکی غرض یہ نہیں ہوتی کہ ایک آدمی دنیا میں آئے اور ایک آواز دے کر واپس چلا جاوے۔ بلکہ ہر نبی اور رسول کے وقت خدا تعالےٰ کا منشاء یہ ہوتا ہے کہ دنیا میں ایک تغیر اور انقلاب پیدا کرے۔ جس کے لئے ظاہری اسباب کے ماتحت ایک لمبے نظام اور مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہوتی ہے اور چونکہ ایک آدمی کی عمر بہرحال محدود ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کی یہ سُنت ہے کہ وہ نبی کے ہاتھ سے صرف تخمریزی کا کام لیتا ہے اور اس تخمریزی کو انجام تک پہنچانے کے لئے نبی کی وفات کے بعد اس کی جماعت میں سے قابل اور اہل لوگوں میں یکے بعد دیگرے اس کے جانشین بنا کر اس کے کام کی تکمیل فرماتا ہے۔ یہ جانشین اسلامی اصطلاح میں خلیفہ کہلاتے ہیں چونکہ خلیفہ کے معنی پیچھے آنیوالے اور دوسرے کی جگہ قائم مقام بننے والے کے ہیں یہ سلسلۂ خلافت قدیم زمانہ سے ہر نبی کے بعد ہوتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ کے بعد یوشع خلیفہ ہوئے اور حضرت عیسیٰ کے بعد پطرس خلیفہ ہوئے اور آنحضرت صلعم کے بعد حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے۔ بلکہ آنحضرت صلعم کے بعد یہ سلسلۂ خلافت تمام سابقہ نبیوں کی نسبت زیادہ شان اور زیادہ آب و تاب کے ساتھ ظاہر ہُوا۔ اس نظام خلافت میں نبی کے کام کی تکمیل کے علاوہ ایک حکمت یہ بھی مدنظر ہوتی ہے کہ تا جو دھکا نبی کی وفات کے وقت نبی کی نئی نئی جماعت کو لگتا ہے جو ایک ہولناک زلزلہ سے کم نہیں ہوتا۔ اس میں جماعت کو سنبھالنے کا انتظام رہے۔ پس ضروری تھا کہ حضرت مسیح موعود کے وقت میں بھی خدا کی یہ قدیم سنت پوری ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:-

"خدا کا کلام مجھے فرماتا ہے کہ.. ... وہ اس سلسلہ کو پوری ترقی دے گا کچھ میرے ہاتھ سے کچھ میرے بعد۔ یہ خدا تعالیٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے زمین کو پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے .... اور جس راستبازی کو وہ دنیا میں پھیلانا چاہتے ہیں اسکی تخمریزی انہی کے ہاتھ سے کر دیتا ہے لیکن اس کی پوری تکمیل ان کے ہاتھ سے نہیں کرتا۔ بلکہ ایسے وقت میں ان کو وفات دیکر جو بظاہر ایک ناکامی کا خوف اپنے ساتھ رکھتا ہے..... ... ایک دوسرا ہاتھ اپنی قدرت کا دکھاتا ہے ..... غرض وہ دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے (۱) اول خود نبی کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے (۲) دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہو جاتا ہے.... ... خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ پس وہ جو اخیر تک صبر کرتا ہے اللہ تعالےٰ کے اس معجزہ کو دیکھتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق کے وقت میں ہُوا۔ جبکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی موت ایک بےوقت موت سمجھی گئی۔ اور بہت سے بادیہ نشین نادان مرتد ہو گئے۔ اور صحابہ بھی مارے غم کے دیوانہ کی طرح ہو گئے تب خدا تعالےٰ نے حضرت ابوبکرؓ کو کھڑا کر کے دوبارہ اپنی قدرت کا نمونہ دکھایا...... ایسا ہی حضرت موسیٰ کے وقت میں ہُوا... ... ایسا ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ معاملہ ہُوا..... سو اے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے ... سو اب ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہُوا۔ اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔"[1]

خلفاء کے تقرر اور ان کے مقام کے متعلق اسلام کی تعلیم یہ ہے کہ خلافت کا منصب کسی صورت میں بھی ورثہ میں نہیں آسکتا بلکہ یہ ایک مقدس امانت ہے جو مومنوں کے انتخاب کے ذریعہ جماعت کے قابل ترین شخص کے سپرد کی جاتی ہے اور چونکہ نبی کی جانشینی کا مقام ایک نہایت نازک اور اہم روحانی مقام ہے اس لئے اسلام یہ تعلیم دیتا ہے کہ گو بظاہر خلیفہ کا انتخاب لوگوں کی رائے سے ہوتا ہے مگر اس معاملہ میں خدا تعالیٰ خود آسمان سے نگرانی فرماتا ہے اور اپنے تصرف خاص سے لوگوں کی رائے کو ایسے رستہ پر ڈال دیتا ہے جو اس کے منشاء کے مطابق ہو۔ اس طرح گو بظاہر خلیفہ کا تقرر انتخاب کے ذریعہ عمل میں آتا ہے مگر دراصل اس انتخاب میں خدا کی مخفی تقدیر کام کرتی ہے اور اسی لئے خدا نے خلفاء کے تقرر کو خود اپنی طرف منسوب کیا ہے اور فرمایا ہے کہ خلیفہ ہم خود بناتے ہیں۔ یہ ایک نہایت لطیف روحانی انتظام ہے جسے شاید دنیا کے لوگوں کے لئے سمجھنا مشکل ہو مگر حقیقت یہی ہے کہ خلیفہ کا تقرر ایک طرف تو مومنوں کے انتخاب سے اور دوسری طرف خدا کی مرضی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے۔ اور خدائی تقدیر کی مخفی تاریں لوگوں کے دلوں کو پکڑ پکڑ کر منشاء ایزدی کی طرف مائل کر دیتی ہیں۔ پھر جب ایک شخص خدائی تقدیر کے ماتحت خلیفہ منتخب ہو جاتا ہے تو اس کے متعلق اسلام کا حکم یہ ہے کہ تمام مومن اس کی پوری پوری اطاعت کریں اور خود اس کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ تمام اہم اور ضروری امور میں مومنوں کے مشورہ سے کام کرے اور گو وہ مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں بلکہ اگر مناسب خیال کرے تو مشورہ کو رد کر کے اپنی رائے سے جس طرح چاہے فیصلہ کر سکتا ہے مگر بہرحال اُسے مشورہ لینے اور لوگوں کی رائے کا علم حاصل کرنے کا ضرور حکم ہے۔

اسلام میں یہ نظام خلافت ایک نہایت عجیب و غریب بلکہ عدیم المثال نظام ہے۔ یہ نظام موجودہ الوقت سیاسیات کی اصطلاح میں نہ تو پوری طرح جمہوریت کے نظام کے مطابق ہے اور نہ ہی اسے موجودہ زمانہ کی ڈکٹیٹرشپ کے نظام سے تشبیہ دے سکتے ہیں۔ بلکہ یہ نظام ان دونوں کے بین بین ایک علیحدہ قسم کا نظام ہے۔ جمہوریت کے نظام سے تو وہ اس لئے جدا ہے کہ جمہوریت میں صدر حکومت کا انتخاب میعادی ہوتا ہے مگر اسلام میں خلیفہ کا انتخاب میعادی نہیں بلکہ عمر بھر کے لئے ہوتا ہے۔ دوسرے جمہوریت میں صدر حکومت بہت سی باتوں میں لوگوں کے مشورہ کا پابند ہوتا ہے مگر اسلام میں خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم تو بےشک ہے مگر وہ اس مشورہ پر عمل کرنے کا پابند نہیں۔ بلکہ مصلحت عامہ کے ماتحت اسے رد کر کے دوسرا طریق اختیار کر سکتا ہے۔ دوسری طرف یہ نظام ڈکٹیٹرشپ سے بھی مختلف ہے۔ کیونکہ اول تو ڈکٹیٹرشپ میں میعادی اور غیر میعادی کا سوال نہیں ہوتا اور دونوں صورتیں ممکن ہوتی ہیں۔ دوسرے ڈکٹیٹر کو عموماً کلی اختیارات حاصل ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ حسب ضرورت پرانے قانون کو بدل کر نیا قانون جاری کر سکتا ہے۔ مگر نظام خلافت میں خلیفہ کے اختیارات بہرصورت شریعت اسلامی اور نبی متبوع کی ہدایات کی قیود کے اندر محدود ہیں اسی طرح ڈکٹیٹر مشورہ لینے کا پابند نہیں مگر خلیفہ کو مشورہ لینے کا حکم ہے۔

الغرض خلافت کا نظام ایک نہایت ہی نادر اور عجیب و غریب نظام ہے جو اپنی روح میں تو جمہوریت کے قریب تر ہے مگر ظاہری صورت میں ڈکٹیٹرشپ سے زیادہ قریب ہے مگر وہ حقیقی فرق جو خلافت کو دنیا کے جملہ نظاموں سے بالکل جدا اور ممتاز کر دیتا ہے۔ وہ اس کا دینی منصب ہے۔ خلیفہ ایک انتظامی افسر ہی نہیں ہوتا بلکہ نبی کا قائم مقام ہونے کی وجہ سے اسے ایک روحانی مقام بھی حاصل ہوتا ہے۔ وہ نبی کی جماعت کی روحانی اور دینی تربیت کا نگران ہوتا ہے اور لوگوں کے لئے اُسے عملی نمونہ بننا پڑتا ہے۔ اور اس کی سنت سند قرار پاتی ہے پس منصب خلافت کا یہ پہلو نہ صرف اسے دوسرے تمام نظاموں سے ممتاز کر دیتا ہے بلکہ اس قسم کے روحانی نظام میں میعادی تقرر کا سوال ہی نہیں اُٹھ سکتا۔

جماعت احمدیہ میں پہلے خلیفہ کا انتخاب

حضرت مسیح موعود کی وفات پر تمام جماعت نے متفقہ اور متحدہ طور پر حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کو حضرت مسیح موعود کا خلیفہ اور جانشین منتخب کیا تھا یہ ۲۷ مئی ۱۹۰۸ء کا واقعہ ہے۔ یہ تقرر اسلامی طریق پر انتخاب کی صورت میں ہُوا تھا یعنی حضرت مسیح موعود کی وفات پر قادیان اور بیرونجات کے جو احمدی جمع تھے اور ان میں جماعت کا چیدہ حصہ شامل تھا انہوں نے حضرت مولوی نورالدین صاحب کو حضرت مسیح موعود کا پہلا خلیفہ منتخب کر کے آپ کے ہاتھ پر اطاعت اور اتحاد کا عہد باندھا۔ اس انتخاب اور اس بیعت میں صدر انجمن احمدیہ کے جملہ ممبران اور حضرت مسیح موعود کے خاندان کے جملہ افراد اور تمام حاضر الوقت احمدی اصحاب شریک و شامل تھے اور کسی ایک فرد واحد نے بھی حضرت مولوی صاحب کی خلافت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی۔ اور اس طرح حضرت مسیح موعود کے بعد نہ صرف جماعت احمدیہ کا بلکہ صدر انجمن احمدیہ کا بھی پہلا اجماع خلافت کی تائید میں ہُوا۔

حضرت مولوی نورالدین صاحب جو حضرت مسیح موعود کے رشتہ داروں میں سے نہیں تھے جماعت کے بزرگترین اصحاب میں سے تھے اور اپنے علم و فضل اور تقویٰ و طہارت میں جماعت کے اندر عدیم المثال حیثیت رکھتے تھے۔ آپ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی سب سے اول نمبر پر بیعت کی تھی۔ اور حضرت مسیح موعود آپ کو اپنے خاص الخاص دوستوں اور

[1] الوصیت صفحہ ۶-۷۔ ہم نے اس جگہ اختصار کی غرض سے اس حوالہ کو کاٹ کاٹ کر درج کیا ہے۔ مگر ہم اپنے ناظرین سے درخواست کریں گے کہ وہ الوصیت کے اس لطیف حصہ کو ضرور مکمل صورت میں مطالعہ کریں۔ [2] ابوداؤد کتاب السنۃ۔

محبتوں میں شمار کرتے تھے۔ اور تمام جماعت احمدیہ میں آپ کا ایک خاص اثر اور رعب تھا۔ حضرت مولوی صاحبؓ دینی علم میں کامل ہونے کے علاوہ علم طب اور دیگر علوم مشرقیہ میں نہایت بلند پایہ رکھتے تھے اور قادیان آنے سے قبل مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کے دربار میں بطور شاہی طبیب کام کر چکے تھے

جماعت پھر ایک جھنڈے کے نیچے

قادیان کی بیعتِ خلافت کے بعد جوں جوں بیرونجات کی جماعتوں اور دوستوں کو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات اور حضرت خلیفہ اول کی بیعت کی اطلاع پہنچی سب نے بلا استثناء اور بلا تامل حضرت خلیفہ اولؓ کی اطاعت قبول کی۔ اور ایک نہایت ہی قلیل عرصہ میں جماعت احمدیہ کا ہر متنفس خلافت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گیا اور حضرت مسیح موعود کی وہ پیشگوئی پوری ہوئی کہ:۔

"میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں۔
اور میرے بعد بعض اور وجود ہونگے
جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔" (الوصیت)

یہ نظارہ سلسلہ احمدیہ کے دشمنوں کے لئے نہایت درجہ روح فرسا تھا جو حضرت مسیح موعودؑ کی وفات کے بعد یہ امید لگائے بیٹھے تھے کہ بس اب اس سلسلہ کے مٹنے کا وقت آ گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو پھر ایک ہاتھ پر جمع کر کے انکی امیدوں پر پانی پھیر دیا اور دنیا کو بتا دیا کہ یہ پودا خدا کے ہاتھ کا لگایا ہوا ہے اور کسی انسان کو طاقت نہیں کہ اُسے مٹا سکے۔

جماعت میں انشقاق کا بیج

مگر جہاں حضرت مسیح موعود کی وفات پر خدا نے اپنی قدیم سنت کے مطابق آپ کی گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال کر اپنی قدرت نمائی کا ثبوت دیا وہاں تقدیر کے بعض دوسرے نوشتے بھی پورے ہونے والے تھے۔ چنانچہ ابھی حضرت مسیح موعود کی وفات پر ایک سال بھی نہیں گذرا تھا کہ بعض لوگوں نے جن کے ہاتھ پر اس فتنہ کا بیج بونا مقدر تھا مخفی مخفی اور آہستہ آہستہ یہ سوال اٹھانا شروع کیا۔ کہ دراصل حضرت مسیح موعود کا یہ منشاء نہیں تھا کہ آپ کے بعد جماعت میں کسی واجب الاطاعت خلافت کا نظام قائم ہو۔ بلکہ آپ کا منشاء یہ تھا کہ سلسلہ کا سارا انتظام صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہے جس کی آپ نے اسی غرض سے اپنی زندگی کے آخری ایام میں بنیاد رکھی تھی۔ پس اگر کسی خلیفہ کی ضرورت ہو بھی تو وہ صرف بیعت لینے کی غرض سے ہوگا اور انتظام کی ساری ذمہ واری صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں رہے گی۔

اس سوال کی ابتداء صدر انجمن احمدیہ کے بعض ممبروں کی طرف سے ہوئی تھی جن میں مولوی محمد علی صاحب ایم۔اے ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز قادیان اور خواجہ کمال الدین صاحب بی۔اے ایل ایل بی لاہور زیادہ نمایاں حیثیت رکھتے تھے ان اصحاب اور اُن کے رفقاء نے خفیہ خفیہ اپنے دوستوں اور ملنے والوں میں اپنے خیالات کو پھیلانا شروع کر دیا۔ اور ان کی بڑی دلیل یہ تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ کی وصیت میں خلافت کا ذکر نہیں ہے اور یہ کہ حضرت مسیح موعود نے اپنی ایک غیر مطبوعہ تحریر میں صدر انجمن احمدیہ کے حق میں اس قسم کے الفاظ لکھے ہیں کہ میرے بعد اس انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا وغیر ذالک۔ دلوں کا حال تو خدا جانتا ہے مگر ظاہری حالات پر اندازہ کرتے ہوئے اس سوال کے اُٹھانے والوں کی نیت اچھی نہیں سمجھی جا سکتی تھی کیونکہ:۔

اوّل جیسا کہ اوپر بتایا گیا ہے اس سوال کے اُٹھانے والے صدر انجمن احمدیہ ہی کے ممبر تھے اور یہ ظاہر ہے کہ انجمن کے طاقت میں آنے سے خود اُن کو طاقت حاصل ہوتی تھی۔

دوم حضرت مسیح موعود کی وفات کے بعد صدر انجمن احمدیہ اپنے سب سے پہلے فیصلہ میں اتفاق رائے کے ساتھ یہ قرار دے چکی تھی کہ جماعت میں ایک واجب الاطاعت خلیفہ ہونا چاہیئے۔ پس اگر بالفرض حضرت مسیح موعود کی کسی تحریر کا یہ منشاء تھا بھی کہ میرے بعد انجمن کا فیصلہ قطعی ہوگا تو صدر انجمن احمدیہ خلافت کے حق میں فیصلہ کر کے خود خلافت کو قائم کر چکی تھی۔ اور جن اصحاب نے اب خلافت کے خلاف سوال اٹھایا تھا وہ سب اس فیصلہ میں شریک تھے اور اس کے مؤید و حامی تھے۔ پس اس جہت سے بھی یہ نیا پراپیگنڈہ ایک دیانتداری کا فعل نہیں سمجھا جا سکتا تھا

سوم یہ بات قطعاً غلط تھی کہ حضرت مسیح موعودؑ نے الوصیت میں خلافت کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ جیسا کہ ہم الوصیت کا ایک اقتباس اوپر درج کر چکے ہیں حضرت مسیح موعودؑ نے صراحت اور تعیین کے ساتھ خلافت کا ذکر کیا تھا بلکہ حضرت ابو بکرؓ کی مثال دیکر بتایا تھا کہ ایسا ہی میرے سلسلہ میں ہوگا اور یہ تشریح کی تھی کہ میرے بعد نہ صرف ایک خلیفہ ہوگا بلکہ خلافت کا ایک لمبا سلسلہ چلیگا اور متعدد افراد قدرتِ ثانیہ کے مظہر ہوں گے۔ پس ایسی صراحت کے ہوتے ہوئے یہ دعویٰ کس طرح دیانتداری پر مبنی سمجھا جا سکتا تھا کہ الوصیت میں خلافت کا ذکر نہیں۔

چہارم غالباً سب سے زیادہ افسوسناک پہلو یہ تھا کہ اس سوال کے اٹھانے والوں نے کھلے طور پر اس سوال کو نہیں اٹھایا۔ بلکہ حضرت خلیفہ اول سے مخفی رکھ کر خفیہ خفیہ پراپیگنڈہ کیا۔ جو یقیناً اچھی نیت کی دلیل نہیں ہے۔

مندرجہ بالا وجوہات سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان اصحاب کی نیت صاف نہیں تھی (اور) ساری کوشش محض اپنے آپ کو طاقت میں لانے یا کسی دوسرے کی ماتحتی سے اپنے آپ کو بچانے کی غرض سے تھی۔ ان کا یہ عذر کہ یہ جمہوریت کا زمانہ ہے اور ہم سلسلہ کے اندر جمہوری نظام قائم کرنا چاہتے ہیں۔ یا تو محض ایک بہانہ تھا اور یا پھر یہ اس بات کی دلیل تھی۔ کہ یہ اصحاب سلسلہ احمدیہ میں منسلک ہو جانے کے باوجود سلسلہ کی اصل غرض و غایت اور اس کے مقصد و منشاء سے بے خبر تھے۔ اور اسے محض ایک دنیوی نظام سمجھ کر دنیا کے سیاسی قانون کے ماتحت لانا چاہتے تھے۔ گو یہ علیحدہ بات ہے کہ دنیا کا سیاسی قانون بھی کلی طور پر جمہوریت کے حق میں نہیں ہے۔ پس اس فتنہ کے کھڑا کرنے والوں نے ایک نہایت بھاری ذمہ واری کو اپنے سر پر لیا۔ اور خدا کی برگزیدہ جماعت میں انشقاق و افتراق کا بیج بویا۔ اور اپنے نفسوں کو گرانے کی بجائے خدا کی قدیم سنت اور اسلام کے صریح حکم اور حضرت مسیح موعود کی واضح تعلیم کو پسِ پشت ڈال دیا۔ ممکن ہے کہ یہ اصحاب اپنی جگہ اپنی نیت کو اچھا سمجھتے ہوں اور دھوکا خوردہ ہوں۔ اور ہم بھی اس بات کے مدعی نہیں کہ ہم نے ان کا دل چیر کر دیکھا ہے۔ مگر ان ٹھوس حالات میں جو اوپر بیان کئے گئے ہیں دھوکا خوردہ ہونے کی صورت میں بھی ان کی بدقسمتی کا بوجھ کچھ کم نہیں ہے۔ اے کاش وہ ایسا نہ کرتے!!!

جب ان خیالات کا زیادہ چرچا ہونے لگا اور حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ تک سارے حالات پہنچے۔ تو آپ نے جماعت میں ایک فتنہ کا دروازہ کھلتا دیکھ کر اس معاملہ کی طرف فوری توجہ فرمائی اور ۳۱ جنوری ۱۹۰۹ء بروز اتوار جماعت کے سرکردہ ممبروں کو قادیان میں جمع کر کے مسجد مبارک میں ایک تقریر فرمائی جس میں مسئلہ خلافت کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈال کر جماعت کو بتایا کہ اصل چیز خلافت ہی ہے۔ جو نظام اسلامی کا ایک اہم اور ضروری حصہ ہے اور حضرت مسیح موعودؑ کی تحریرات سے بھی خلافت کا ہی ثبوت ملتا ہے اور صدر انجمن احمدیہ ایک عام انتظامی انجمن ہے جسے خلافت کے منصب سے کوئی تعلق نہیں اور پھر یہ کہ خود انجمن بھی اپنی سب سے پہلی قرارداد میں خلافت کا فیصلہ کر چکی ہے۔ اس موقع پر آپ نے حاضرین کو جن میں منکرین خلافت کے سرکردہ اصحاب شامل تھے نصیحت بھی فرمائی۔ کہ دیکھو حضرت مسیح موعود کے اس قدر جلد بعد جماعت میں اختلاف اور انشقاق کا بیج نہ بو۔ اور جس جھنڈے کے نیچے تمہیں خدا نے جمع کر دیا ہے اس کی قدر کرو۔

آپ کی یہ تقریر اس قدر دردناک اور رقت آمیز تھی کہ اکثر حاضرین بے اختیار ہو کر رونے لگے۔ اور منکرین خلافت نے بھی معافی مانگ کر اپنے آپ کو پھر خلافت کے قدموں پر ڈال دیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان اصحاب کی اندرونی بیماری اس سے بہت زیادہ گہری تھی۔ جو سمجھی گئی تھی۔ کیونکہ تھوڑے عرصہ کے بعد ہی ظاہر ہوا۔ کہ مؤیدین انجمن کا مخفی پراپیگنڈا بدستور جاری ہے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ زوروں پر ہے۔ چونکہ یہ لوگ حضرت خلیفہ اول کے ہاتھ پر بیعتِ خلافت کر چکے تھے اور اس سے پیچھے ہٹنا مشکل تھا اس لئے اب آہستہ آہستہ انہوں نے یہ بھی کہنا شروع کیا۔ کہ ہمیں حضرت مولوی صاحب کی امامت پر تو اعتراض نہیں ہے اور وہ اپنی ذاتی قابلیت اور ذاتی علم و فضل سے ویسے بھی واجب الاحترام اور واجب الاطاعت ہیں مگر ہمیں اصل فکر آئندہ کا ہے کہ حضرت مولوی صاحب کے بعد کیا ہوگا کیونکہ ہم مولوی صاحب کے بعد کسی اور شخص کی قیادت کو خلافت کی صورت میں قبول نہیں کر سکتے۔ افسوس ہے کہ انکا یہ عذر بھی دیانتداری پر مبنی نہیں سمجھا جا سکتا تھا۔ کیونکہ جیسا کہ متعدد تحریری شہادات سے ثابت ہے۔ ان اصحاب نے اپنے خاص الخاص حلقہ میں خود حضرت خلیفہ اولؓ کی ذات کے خلاف بھی پراپیگنڈہ شروع کر رکھا تھا۔ مگر بہر حال اس وقت ان کا ظاہر قول یہی تھا کہ ہمیں اصل فکر آئندہ کا ہے کہ پیچھے تو جو کچھ ہونا تھا ہو گیا۔ اب کم از کم آئندہ یہ خلافت کا سلسلہ جاری نہ رہے۔

اس قول میں ان کا اشارہ حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے صاحبزادے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب (موجودہ امام جماعت احمدیہ) کی طرف تھا۔ جن کی قابلیت اور تقویٰ طہارت کی وجہ سے اب آہستہ آہستہ لوگوں کی نظریں خود بخود اس طرف اٹھ رہی تھیں کہ حضرت مولوی صاحبؓ کے بعد وہی جماعت کے خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد سے گویا منکرین خلافت کی پالیسی نے دوہرا رخ اختیار کر لیا۔ اوّل یہ کہ انہوں نے اس بات کا پراپیگنڈا جاری رکھا کہ جماعت میں اصل چیز انجمن ہے نہ کہ خلافت۔ **دوم** یہ کہ انہوں نے ہر رنگ میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو نیچا کرنے اور جماعت میں بدنام کرنے کا طریق اختیار کر لیا۔ تاکہ اگر جماعت خلافت کے انکار کے لئے تیار نہ ہو تو کم از کم وہ خلیفہ نہ بن سکیں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے بار بار حلف اٹھا کر کہا کہ میرے وہم و گمان میں بھی خلیفہ بننے کا خیال نہیں ہے۔ اور ایک خلیفہ کے ہوتے ہوئے آئندہ خلیفہ کا ذکر کرنا ہی ناجائز اور خلاف تعلیم اسلام ہے۔ پس خدا کے لئے اس قسم کے ذاتی سوالات کو اٹھا کر جماعت کی فضا کو مزید مکدر نہ کرو۔ مگر ان خدا کے بندوں نے ایک نہ سنی۔ اور حضرت مولوی صاحب کی زندگی کے آخری لمحہ تک اپنے اس دوہرے پراپیگنڈے کو جاری رکھا بلکہ حضرت خلیفہ اولؓ کے خلاف بھی اپنے خفیہ طعنوں کے سلسلہ کو چلاتے چلے گئے۔

اس عرصہ میں حضرت خلیفہ اولؓ نے بھی متعدد موقعوں پر خلافت کی تائید میں تقریریں فرمائیں اور طرح طرح سے جماعت کو سمجھایا۔ کہ خلافت ایک نہایت ہی بابرکت نظام ہے۔

(باقی ص۱۵ پر)

آخری زمانہ کا موعود جسے احادیث میں امام مہدی اور مسیح کہا گیا اور نبی اللہ کے لقب سے ملقب کیا گیا ہے۔ جس کے متعلق مختلف ادیان کے نبیوں نے پیشگوئی کی۔ وہ ہمارے زمانہ میں ظاہر ہوا اور اللہ تعالےٰ نے اسے جری اللہ فی حلل الانبیاء کے خطاب سے نوازا

"جس کے معنے یہ ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرائے میں"

(براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۹۰)

اور جس کی فطرت میں ہر ایک نبی کی فطرت کا نقش ودیعت کیا گیا

(ر صفحہ ۸۹)

ہاں وہ موعود جس نے فرمایا۔ کہ

"میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے۔ اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۸)

"میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نام سرور انبیاء نے نبی اللہ رکھا ہے"

(نزول المسیح صفحہ ۴۸)

"خدا تعالےٰ نے اور اس کے پاک رسول نے بھی مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا ہے اور تمام خدا تعالےٰ کے نبیوں نے اسکی تعریف کی ہے"

(ر صفحہ ۴۸)

اس موعود نے اپنے دعوے کے متعلق مخالفین پر اس رنگ میں اتمام حجت کیا کہ آپ نے فرمایا

"میرے دعوے کی نسبت اگر شبہ ہو اور حق جوئی بھی ہو تو اس شبہ کا دور ہونا بہت سہل ہے کیونکہ ہر ایک نبی کی سچائی تین طریقوں سے پہچانی جاتی ہے ...... خدا نے تم پر رحم کر کے یہ تینوں علامتیں میری تصدیق کے لئے ایک ہی جگہ جمع کر دی ہیں" (لیکچر سیالکوٹ صفحہ ۵)

اور معترضین کے جواب میں فرمایا

"کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے پر اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہی اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں"۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۸)

پس آپ نے اپنے دعوے کا معیار صداقت وہی بتایا جس کے ذریعہ دوسرے انبیاء کی صداقت معلوم کی جاتی ہے اور اپنے مخالفوں سے کہا کہ مجھے انبیاء کے طریق پر شناخت کرو۔

پھر ۱۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو بمقام لاہور جلسۂ دعوت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک تقریر فرمائی۔ اس تقریر کی بناء پر یہ غلط خبر پرچہ اخبار عام مورخہ ۲۳ر مئی ۱۹۰۸ء میں شائع ہوئی کہ آپ نے اس جلسہ دعوت میں اپنی نبوت سے انکار کیا ہے تو اسی روز آپ نے ایڈیٹر اخبار مذکور کو خط لکھا جس میں اس غلط خبر کی تردید کی اور یہ خط حضور کی وفات کے روز یعنی ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کے پرچہ میں شائع ہوا۔ اس میں آپ نے فرمایا۔

"سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے۔ تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں اس وقت تک کہ اس دنیا سے گذر جاؤں مگر میں ان معنوں سے نبی نہیں ہوں کہ گویا اسلام سے اپنے تئیں الگ کرتا ہوں یا اسلام کا کوئی حکم منسوخ کر سکتا ہوں۔ میری گردن اس جوئے کے نیچے ہے۔ جو قرآن شریف نے پیش کیا اور کسی کو مجال نہیں کہ ایک نقطہ یا ایک شعشہ قرآن شریف کا منسوخ کر سکے"۔

اور آپ کی وفات کے بعد بھی جماعت اسی عقیدہ پر قائم رہی کہ آپ نبی ہیں۔ چنانچہ ریویو آف ریلیجنز میں جو سابق امیر منکرین خلافت کی زیر ادارت شائع ہوتا تھا۔ "انبیائے عالم" کے زیر عنوان یہ اعلان کیا گیا۔

"تمام وہ خصوصیتیں جو صرف انبیاءؑ میں پائی جاتی ہیں۔ وہ ہمارے زمانہ کے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام میں کامل طور پر پائی جاتی ہیں۔ اگر انبیاء کی ایک الگ جماعت ہے جو دنیا کے دوسرے لوگوں سے ممتاز ہے۔ تو یقیناً ہمارا احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی جماعت کا ایک ممتاز فرد ہے۔ اگر زردشت ایک نبی تھا۔ اگر بدھ اور کرشن نبی تھے اگر حضرت موسےٰ اور حضرت مسیح خدا تعالےٰ کی طرف سے نبی ہو کر دنیا میں آئے تو یقیناً یقیناً احمد بھی ایک نبی ہے ...... الغرض جو شخص ذرا بھی تدبر سے کام لے گا۔ اسکو اس امر کے تسلیم کرنے میں ذرا بھی تامل نہ ہوگا کہ حضرت مرزا غلام احمد اسی پاک گروہ میں سے ایک عظیم الشان فرد ہے۔ جو انبیاء کے نام سے ممتاز ہے"۔

(ریویو آف ریلیجنز جولائی ۱۹۱۰ء)

اسی طرح ۱۹۱۳ء میں جب اخبار پیغام صلح سے تعلق رکھنے والوں کی نسبت یہ شبہ کیا گیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے درجہ کو کم کر کے پیش کرتے ہیں تو انہوں نے مشترکہ حلفیہ بیان شائع کیا۔

"ہم تمام احمدی جن کا کسی نہ کسی صورت سے اخبار پیغام صلح کے ساتھ تعلق ہے خدا تعالےٰ کو جو دلوں کے بھید جاننے والا ہے۔ حاضر وناظر جان کر علی الاعلان کہتے ہیں کہ ہماری نسبت اس قسم کی غلط فہمی پھیلانا محض بہتان ہے۔ ہم حضرت مسیح موعود و مہدی معہود کو اس زمانہ کا نبی رسول اور نجات دہندہ مانتے ہیں"۔

(پیغام صلح ۱۶ر اکتوبر ۱۹۱۳ء)

جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی اور آپ کے صحابہ کی تحریروں سے آپ کے مقام کی تعیین ہو گئی۔ کہ آپ انبیائے گذشتہ کے نہج پر ظاہر ہوئے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے آپ کا نام نبی رکھا ہے۔ تو اس امر کا فیصلہ کرنا کہ آیا آپ کے بعد خلافت ہوگی۔ اور اگر ہوگی تو شخصی خلافت ہوگی یا انجمن آسان ہو جاتا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

"ما کانت النبوۃ قط الا تبعتھا خلافۃ"

(جامع الصغیر للسیوطی)

یعنی کوئی نبوت نہیں ہوئی مگر اسکے بعد خلافت ہوتی رہی ہے۔ اور جہاں تک گذشتہ انبیاء کے متعلق تاریخ سے پتہ لگتا ہے۔ کسی نبی کی انجمن خلیفہ نہیں ہوئی الغرض سلسلۂ نبوت میں ہمیں ایک فرد بھی ایسا نظر نہیں آتا جس کا خلیفہ انجمن ہوئی ہو۔ بلکہ ہمیشہ شخصی خلافت ہوتی رہی۔ اسلئے لازمی طور پر ہمیں یہ تسلیم کرنا پڑتا

ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد بھی سلسلہ خلافت کا ہونا ضروری تھا اور یہ کہ آپ کا خلیفہ کوئی انجمن نہیں۔ بلکہ شخصی خلافت ہونی تھی۔

(۲) دوسری دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی کی تھی۔ کہ آپ کے بعد جب تک خدا تعالےٰ چاہیے گا۔ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ ہوگی۔ پھر اس کے بعد ظالم حکومت ہوگی۔ اور پھر جابر ہوگی۔ جو زبردستی مسلمانوں سے حکومت چھین لے گی۔ اس کے بعد فرماتے ہیں "ثم تکون خلافۃ علیٰ منہاج النبوۃ" پھر منہاج نبوت پر خلافت کا سلسلہ قائم ہوگا۔

(مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر)

اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "کیف تھلک اُمتی انا فی اولھا والمسیح فی اٰخرھا" کہ میری امت کیونکر ہلاک ہو سکتی ہے۔ جب کہ اس کے اول میں میں ہوں اور اس کے آخری حصہ میں مسیح ہوگا۔ پس اس حدیث میں مسیح موعود علیہ السلام کے متعلق جیسے احادیث میں نبی اللہ کہا گیا ہے۔ یہ پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ کہ آپ کے بعد ایسا ہی سلسلہ خلافت قائم ہوگا جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قائم ہوا تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بروز محمد ہونا بھی یہی چاہتا ہے کہ آپ کے بعد بھی خلافت کا ویسا ہی سلسلہ جاری ہو جیسا کہ آپ کے آقا اور سردار محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد جاری ہوا۔ اور ظاہر ہے کہ آپ کے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ جاری ہوا تھا نہ کہ انجمنوں کا

(۳) تیسری دلیل اس بات کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت ہوگی۔ اور آپ کی اپنی تحریریں ہیں۔ مثلاً آپ حدیث نزول مسیح مندرجہ صحیح مسلم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

ثم یسافر المسیح الموعود او خلیفۃ من خلفائہ الی ارض دمشق"

(حمامۃ البشریٰ ص۳۷)

یعنی اس حدیث میں اس طرف اشارہ پایا جاتا ہے کہ پھر مسیح موعود یا آپ کے خلفاء میں سے کوئی خلیفہ دمشق کی طرف سفر کرے گا۔ لفظ خلفاء میں سلسلہ خلافت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے بعد ایک ہی خلیفہ نہیں ہوگا بلکہ بہت سے ہوں گے۔ اور ان میں سے ایک خلیفہ دمشق جائے گا۔ یہ تحریر بھی آپ کے بعد سلسلہ خلافت کے ہونے پر حجت قطعی ہے۔

(۴) حضرت مسیح موعود علیہ السلام حدیث یتزوج و یولد لہ کہ مسیح موعود شادی کرے گا۔ اور اسکی اولاد ہوگی کی طرف اشارہ کرکے فرماتے ہیں:۔

"اور یہ پیشگوئی کہ مسیح موعود کی اولاد ہوگی۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خدا اسکی نسل سے ایک ایسے شخص کو پیدا کرے گا۔ جو اس کا جانشین ہوگا۔ اور دین اسلام کی حمایت کرے گا۔ جیسا کہ میری بعض پیشگوئیوں میں یہ خبر آچکی ہے۔"

(حقیقۃ الوحی ص۳۱۲)

اس حوالہ سے بھی ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک بیٹا آپ کا خلیفہ ہوگا۔

(۵) پانچویں دلیل شخصی خلافت پر یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے بیٹے "محمود" کے متعلق جو مصلح موعود کا نام ہے۔ اور جس کا ایک نام بشیر ثانی بھی ہے۔ سبز اشتہار میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے ذریعہ انزال رحمت کے دوسرے طریق کی تکمیل کرے گا۔

"جو ارسال مرسلین والنبیین والائمہ والاولیاء والخلفاء ہے تا ان کی اقتداء اور ہدایت سے لوگ راہ راست پر آجائیں اور ان کے نمونہ پر اپنے تئیں بنا کر نجات پا جائیں"

اس سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ اسے آپ کا خلیفہ بنائے گا۔ اس سے بھی آپ کے بعد شخصی خلافت ثابت ہوتی ہے نہ کہ انجمن کی خلافت۔

(۶) چھٹی دلیل اس امر کی کہ آپ کے بعد شخصی خلافت ہوگی یہ ہے کہ آپ الوصیت میں فرماتے ہیں:۔

"جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا ہوتا ہے اور دشمن زور میں آجاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ کام بگڑ گیا۔ اور یقین کر لیتے ہیں کہ اب جماعت نابود ہو جائیگی اور خود جماعت کے لوگ بھی تردد میں پڑ جاتے ہیں۔ اور کئی بدقسمت مرتد ہونے کی راہ اختیار کر لیتے ہیں۔ تب خدا تعالےٰ دوسری مرتبہ اپنی زبردست قدرت ظاہر کرتا ہے۔ اور گرتی ہوئی جماعت کو سنبھال لیتا ہے۔ ...... جیسا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وقت ہوا"۔

اور ۱۹۰۸ء میں آپ نے اپنی ایک تقریر میں فرمایا

"جب کوئی رسول یا مشائخ وفات پاتے ہیں۔ تو دنیا میں ایک زلزلہ آجاتا ہے۔ اور وہ بہت خطرناک وقت ہوتا ہے۔ مگر خدا کسی خلیفہ کے ذریعہ اسکو مٹاتا ہے"

(الحکم ۱۴؍ اپریل ۱۹۰۸ء)

ان دونوں عبارتوں کو یکجائی طور پر پڑھنے سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ قدرت ثانیہ کے مظاہر شخصی خلیفہ ہوں گے۔ اور یہ کہ حسب سنت قدیمہ آپ کے بعد بھی شخصی خلافت ہوگی۔ نہ کہ انجمن۔

(۷) ساتویں دلیل اس امر کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت ہونی تھی۔ جماعت احمدیہ کا اس امر پر اجماع ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے موقع پر ہوا آپ ۲۶؍ مئی ۱۹۰۸ء کو اپنی جماعت کو خدا تعالےٰ کے سپرد کرتے ہوئے انتقال فرما گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بلانے والا ہے سب سے پیارا
اسی پہ اے دل تو جاں فدا کر

آپ کی وفات جماعت کے لئے ایک سخت امتحان اور ابتلاء تھی۔ چھوٹے بڑے سب کے سب سربسجود ہو گئے۔ اور رو رو کر دعائیں کیں کہ اللہ تعالےٰ ایسے موقعہ پر ان کی راہ نمائی فرمائے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ نے ان کی تضرعات کو سنا اور ان کی دعاؤں کو قبولیت کا جامہ پہنایا۔ اور تمام جماعت نے متفقہ طور پر آپ کے بعد ایک شخص کو آپ کا خلیفہ منتخب کیا۔ اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے "الوصیۃ" میں فرمایا تھا

"یہ خدا تعالےٰ کی سنت ہے اور جب سے کہ اس نے انسان کو زمین میں پیدا کیا ہمیشہ اس سنت کو وہ ظاہر کرتا رہا ہے۔ کہ وہ اپنے نبیوں اور رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ اور ان کو غلبہ دیتا ہے .... غرض دو قسم کی قدرت ظاہر کرتا ہے۔ (۱) اول خود نبیوں کے ہاتھ سے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھاتا ہے ۲۔ دوسرے ایسے وقت میں جب نبی کی وفات کے بعد مشکلات کا سامنا پیدا ہو جاتا ہے۔ .... سو اے عزیزو جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے۔ کہ خدا تعالےٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کرکے دکھلا دے۔ سو اب ممکن نہیں ہے کہ خدا تعالےٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔"

الوصیت ص۵ و ۶

سو خدا تعالےٰ کی سنت قدیمہ کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد بھی دوسری قدرت کا ظہور اسی قدیم صورت میں ہوا۔ جس کے متعلق کل جماعت بالخصوص اکابر منکرین خلافت نے یہ اعلان کیا۔

"آپ کے وصایا مندرجہ رسالہ الوصیت کے مطابق حسب مشورہ معتمدین صدر انجمن احمدیہ موجودہ قادیان و اقرباء حضرت مسیح موعود و باجازت حضرت ام المومنین کل قوم نے جو قادیان میں موجود تھی۔ اور جس کی تعداد اس وقت بارہ سو تھی والا مناقب حضرت حاجی الحرمین الشریفین جناب حکیم نور الدین صاحب سلمہ کو آپ کا جانشین اور خلیفہ قبول کیا۔ اور آپ کے ہاتھ پر بیعت کی"

(بدر ۲؍ جون ۱۹۰۸ء)

نیز اعلان کیا

"مطابق فرمان حضرت مسیح موعود علیہ السلام مندرجہ رسالہ الوصیت ہم احمدیان جن کے دستخط ذیل میں ثبت ہیں۔ اس امر پر صدق دل سے متفق ہیں کہ اول المہاجرین حضرت حاجی مولوی حکیم نور الدین صاحب ...... کے ہاتھ پر احمد کے نام پر تمام احمدی جماعت موجودہ اور آئندہ نئے ممبر بیعت کریں۔ اور حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

دستخط شیخ رحمت اللہ خواجہ کمال الدین

مولوی محمد علی۔ مولوی غلام حسنؒ
مرزا یعقوب بیگ۔ ڈاکٹر بشارت احمد
وغیرہ۔

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

اس اجماع سے جو جماعت احمدیہ کا شخصی خلافت پر ہوا ظاہر ہے کہ جماعت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحبت میں رہ کر اور آپ کی تحریروں اور تقریروں کی بناء پر یہی عقیدہ رکھتی تھی۔ کہ آپ کے بعد شخصی خلافت ہوگی۔ انجمن کے خلیفہ ہونے کا کسی کو خیال تک بھی نہ تھا۔ چنانچہ کسی نے اس وقت یہ سوال نہیں اٹھایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو اپنے بعد صدر انجمن کو اپنا جانشین قرار دیا ہے اگر ... اکابر منکرین خلافت میں سے کسی کے گوشۂ دماغ میں یہ خیال تھا بھی تو بھی اللہ تعالیٰ نے اس وقت ان کے دماغوں پر ایسا تسلط کیا کہ کوئی اس کا اظہار نہ کر سکا۔ اور اس نے تمام کی گردنوں کو پکڑ کر ایک شخص کے سامنے جھکا دیا۔ پس جماعت کا یہ اجماع جو بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی وفات کے معاً بعد ہوا۔ اسی نظریہ خلافت کی حقیقت اور کیفیت کا صحیح آئینہ دار ہے۔ جو اس وقت جماعت کا تھا۔

(۸) آٹھویں دلیل اس امر کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت ہوگی نہ کہ انجمن۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے ارشادات ہیں جن کے متعلق منکرین خلافت نے یہ اعلان کیا تھا کہ

"حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا"

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

جن کے متعلق مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے لکھا۔

"ساری قوم کے آپ مطاع ہیں۔ اور سب ممبران مجلس معتمدین آپ کی بیعت میں داخل اور آپ کے فرمانبردار ہیں"

(پیغام صلح ۲ر دسمبر ۱۹۱۳ء)

اور خود حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"میرے اور صدر انجمن احمدیہ کے تعلقات دو سنانہ اور پیری مریدی کے ڈھنگ میں ہیں۔ میں ان کا پیر ہوں ہم ان پر حکمران ہیں۔ جو چاہیں منوا لیتے ہیں"۔

(بدر ۲۹ر جون ۱۹۱۱ء)

آپ نے ملتان جا کر ایک مقدمہ میں شہادت دی۔ اور آپ نے اپنی شہادت کا آغاز اس طرح کیا۔

"میں حضرت مرزا صاحب کا **خلیفہ اوّل ہوں۔ جماعت احمدیہ** کا لیڈر ہوں"

آپ کا اپنے آپ کو "خلیفہ اول" کہنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد صدر انجمن کو آپ کا خلیفہ یا جانشین نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ شخصی خلافت کے قائل تھے اور آپ کا یہ عقیدہ تھا کہ آپ کے بعد آپ کی مانند اور خلفاء بھی ہوں گے۔

اسی طرح آپ نے فرمایا۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے۔ میں جب مر جاؤں گا۔ تو پھر وہی کھڑا ہوگا جس کو خدا چاہے گا اور خدا اسکو آپ کھڑا کرے گا"۔

نیز فرمایا:۔

"جو حضرت صاحب کے فیصلہ کے خلاف کرتا ہے۔ وہ احمدی نہیں جن پر حضرت صاحب نے گفتگو نہیں کی۔ ان پر بولنے کا تمہیں کوئی حق نہیں جب تک ہمارے دربار سے تم کو اجازت نہ ملے۔ پس جب تک خلیفہ نہیں بولتا یا خلیفہ کا خلیفہ دنیا میں نہیں آتا ان پر رائے زنی نہ کرو"۔

اور فرمایا۔

"میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مجھے بھی خدا نے ہی خلیفہ بنایا ہے جس طرح ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو اللہ تعالیٰ نے خلیفہ بنایا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مجھے خلیفہ بنایا ہے"

"مجھ کو نہ کسی انجمن نے خلیفہ بنایا ہے ... اور نہ میں اس کے بنانے کی قدر کرتا ہوں اور اس کے چھوڑ دینے پر میں تھوکتا بھی نہیں۔ اور نہ اب کسی میں طاقت ہے کہ وہ اس خلافت کی رداء کو مجھ سے چھین لے"۔

(بدر ۱۱ر جولائی ۱۹۱۲ء)

مندرجہ بالا تحریرات سے یہ امر بالکل واضح ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی سلسلہ خلافت کا عقیدہ رکھتے تھے

(۹) نویں دلیل اس امر کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت ہوگی حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی وصیت ہے جو آپ نے جماعت کے لئے لکھی ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ پہلے ۱۹۱۱ء میں بیمار ہوئے اس بیماری کے وقت آپ نے ایک وصیت لکھی جس کے متعلق مولوی محمد علی صاحب مرحوم سابق امیر منکرین خلافت لکھتے ہیں۔

"اپنی پہلی بیماری میں یعنی ۱۹۱۱ء میں جو وصیت آپ (حضرت خلیفہ اول ناقل) نے لکھوائی تھی اور جو بند کر کے ایک خاص معتبر کے سپرد کی تھی اسکے متعلق مجھے معتبر ذریعہ سے معلوم ہوا ہے کہ اس میں آپ نے اپنے بعد خلیفہ ہونے کے لئے میاں صاحب کا نام لکھا تھا"

(رسالہ حقیقت اختلاف صفحہ ۷۹)

پھر آپ نے اپنی وفات سے چند روز قبل فرمایا

"خلیفہ اللہ ہی بناتا ہے۔ میرے بعد بھی اللہ ہی بنائے گا"۔

(پیغام صلح ۲۴ر فروری ۱۹۱۴ء)

بعد ازاں آپ نے ایک وصیت تحریر فرمائی جس کے متعلق پیغام صلح لکھتا ہے:۔

"جب وصیت لکھ چکے تو آپ نے مولوی محمد علی صاحب کو فرمایا کہ سب کو سنا دیں انہوں نے کھڑے ہو کر سب سامعین کو باواز بلند سنا دیا پھر وہ بیٹھ گئے۔ آپ نے فرمایا کہ تین دفعہ پڑھو چنانچہ پھر مولوی محمد علی صاحب نے اٹھ کر دو بار اور پڑھ کر حاضرین کو سنایا۔ اس کے بعد حضرت صاحب نے فرمایا کہ کوئی اور ضروری امر اگر رہ گیا ہے تو بتا دیں میں لکھ دوں۔ مولوی محمد علی صاحب و جملہ احباب نے عرض کی کہ اور کوئی ایسا امر نہیں"۔

(ضمیمہ اخبار پیغام صلح ۵ مارچ ۱۹۱۴ء)

اس وصیت کا خلاصہ مرزا یعقوب بیگ صاحب مرحوم کے الفاظ میں یہ ہے

"حضرت خلیفۃ المسیح نے ایک جانشین کے لئے وصیت فرمائی"۔

(پیغام صلح ۱۰ر اپریل ۱۹۱۴ء)

پس حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ جنہیں کل جماعت نے اپنا مطاع تسلیم کیا اور آپ کے فرمان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان سمجھا ان کا فیصلہ یہی ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت کا سلسلہ جاری ہوگا نہ کہ انجمن آپ کی خلیفہ ہوگی۔ منکرین خلافت ان تعریفوں کو پیش نظر رکھیں جو انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی موجودہ فتنہ کے ظہور کے بعد پیغام صلح میں لکھی ہیں۔ پھر دیکھیں کہ وہ انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ قرار دے کر ان کے عقیدہ کو غلط اور باطل قرار دے رہے ہیں یا نہیں۔ اور ان کی وہ تعریفیں محض زبانی جمع خرچ ہے یا نہیں

آپ نے تو ۲۷ر مئی ۱۹۰۸ء کو خلافت کی بیعت لینے کے بعد جو تقریر کی اس میں صاف فرمایا۔

"میں چاہتا تھا۔ کہ حضرت کا صاحبزادہ میاں محمود احمد جانشین بنتا اسی واسطے میں اس کی تعلیم میں سعی کرتا رہا۔

(بدر ۲ر جون ۱۹۰۸ء)

اس تقریر سے ایک تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ شخصی خلافت کے قائل تھے دوسرے آپ کے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز خلافت کے اہل تھے۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو بھی پورا کر دیا۔

(۱۰) دسویں دلیل اس امر کی کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت ہوگی۔ اکابر جماعت و مخلصین احمدیت کی اختلاف سے پہلے کی تحریریں ہیں۔

اس وقت میں دوسری شہادتوں کو چھوڑتے ہوئے ان تین اشخاص کی شہادات درج کرتا ہوں۔ جنہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی خلافت کے وقت اختلاف کیا۔ مگر ان میں سے ایک کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے حق کی طرف رجوع کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ میری مراد حضرت میر عابد شاہ صاحب سیالکوٹی مرحوم ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ ... کی زندگی میں سلسلہ کے بعض علماء و اکابر سے خلافت اور انجمن کے مقام کے متعلق چند سوالات کئے گئے۔ ان سوالات کا جو جواب حضرت میر عابد شاہ صاحب مرحوم نے دیا وہ درج ذیل ہے"

"میں تسلیم کرتا ہوں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے بعد حضرت کے قائم مقام یکے بعد دیگرے خلفاء ہوں گے جو تمام امور میں انجمن کے اور تمام جماعت کے مطاع ہونگے جس طرح خلفائے راشدین مطاع تھے۔ یہ میرا ایمان ہے ..... میرے نزدیک شریعت اسلام اور وصیت کے بموجب حضرت مسیح موعود کا حقیقی جانشین ساری جماعت کی اطاعت سے ایک ہی ہو سکتا ہے اور جماعت اسی ایک کی مطیع ہو گی جس کی بیعت کرے گی یا جس کی بیعت میں داخل ہو گی اور ایک وقت میں کئی خلفاء کا ہونا نظام صحیح کے برخلاف ہے۔"

(بحوالہ الفضل ۲۱ مارچ ۱۹۱۴ء)

کتنی واضح اور فیصلہ کن تحریر ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں اکابر مخلصین جماعت کے خلافت کے متعلق عقیدہ کو عیاں کر رہی ہے۔

(۲) مصنف نسل مصفیٰ جو بعد میں گروہ منکرین خلافت میں شامل ہو گئے تھے انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں لکھا۔

"ایک دفعہ ایسے وقت میں جبکہ ابھی تک کوئی اولاد نہیں تھی پیشگوئی کی کہ ایک لڑکا پیدا ہو گا جو مشرق سے مغرب تک دین اسلام کو پھیلائیگا۔ اس کا نام بشیر عمانوئیل ہو گا وہ دین کو چار کرنے والا ہو گا۔"

(دیکھو ضمیمہ ریاض ہند یکم مارچ ۱۸۸۹ء)

سو یہ پیشگوئی بھی بکمال صفائی پوری ہو گئی۔ اس وقت تک چار لڑکے موجود ہیں۔ جن میں سے ایک موعود بھی ہے۔ جو اپنے وقت پر اپنے کمالات ظاہر کرے گا اور جو حضرت اقدسؑ کا جانشین ہو گا۔" (نسل مصفیٰ ص۹۹ ۔۔۔۔۔ ۸۰۰)

(۳) اسی طرح ۱۹۰۹ء میں ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم نے ایک وصیت لکھی جو صدر انجمن احمدیہ قادیان کے سپرد کی۔ اس میں آپ نے لکھا۔

"نیز اگر میرے مرنے کے بعد میری اولاد ذکور و اناث نابالغ رہ جائیں تو ان کی تعلیم و تربیت و تزویج وغیرہ کا انتظام بطور گارڈین کے خلیفۂ وقت سلسلہ عالیہ احمدیہ کی سرپرستی میں کیا جائے۔"

(المرقوم ۲۵ جنوری ۱۹۰۹ء)

کیا اس وصیت سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ ڈاکٹر بشارت احمد صاحب مرحوم حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کے عہد میں صدر انجمن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ نہیں سمجھتے تھے بلکہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ آپ کے بعد شخصی خلافت ہو گی اور ان کی وفات کے وقت جو بھی خلیفہ ہو گا وہی آپ کی وصیت کے مطابق آپ کی اولاد کی تعلیم و تربیت کا انتظام کرے گا۔ آپ نے اپنی اولاد کی تعلیم و تربیت کا انتظام انجمن کے سپرد نہیں کیا تھا۔

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حضرت مسیح موعود علیہ السلام، حضرت خلیفہ اول رضی اللہ عنہ اور آپ کے عہد خلافت میں ساری جماعت کا یہی عقیدہ تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد خلافت شخصی ہو گی۔ صدر انجمن وغیرہ کو ہرگز آپ کا خلیفہ تصور نہیں کیا جاتا تھا۔

ایک شبہ کا ازالہ

قارئین کرام حیران ہوں گے کہ ان تصریحات کی موجودگی میں روئے زمین پر کوئی شخص ایسا بھی ہو سکتا ہے جو یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد شخصی خلافت نہیں بلکہ کوئی انجمن آپ کی خلیفہ ہؤا کرے گی۔ مگر دنیا دار العجائب ہے ایسے مدعیان علم و عقل بھی موجود ہیں جو مذکورہ بالا دلائل کی موجودگی میں شخصی خلافت کے قائلین کو بے وقوف اور بے سمجھ بتا رہے ہیں۔

مولوی محمد علی صاحب مرحوم نے لکھا۔

"خلافت کا مسئلہ قادیان کا مرکزی مسئلہ ہے"

(پیغام صلح ۱۸ اگست ۱۹۳۷ء)

اور اپنے گروہ کا یہ عقیدہ بیان کیا ہے:۔

"کہ صرف خلفاء کا سلسلہ لازمی نہیں بلکہ یہ چل نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی تحریرات اس بات پر شاہد ہیں کہ انہوں نے اپنے بعد کسی فرد واحد خلیفہ کی اطاعت کو ضروری قرار نہیں دیا بلکہ اصل جانشین اور ساری قوم کا مطاع ایک انجمن کو قرار دیا ہے۔" ضمیمہ پیغام صلح ۱۲ اپریل ۱۹۱۴ء)

اور اب بھی منکرین خلافت بکرات و مرات یہی لکھ رہے ہیں۔ چنانچہ نائب صدر منکرین خلافت لکھتے ہیں:۔

"اس زمانہ کے امام نے جو اصلاح امت کے لئے آیا تھا اپنی وصیت میں یہ فقرہ شامل کر کے کہ "خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین انجمن ہے" اپنے متبعین کو پیر پرستی کی لعنت سے محفوظ کر دیا تھا۔ اور نور الدینؓ جیسے اسم بامسمیٰ انسان کی موجودگی میں کیا۔ لیکن وائے برحال ما اس کی وصیت کو پس پشت ڈال کر قوم اسی غلطی میں مبتلا کر دی گئی جس سے اس کو بچانے کے لئے وصیت کی گئی تھی۔" (پیغام صلح ۲۷ مارچ ۱۹۵۷ء)

اگر شخصی خلافت کو ماننا "الوصیت" کی خلاف ورزی ہے تو یہ خلاف ورزی کس نے کی؟ یہ خلاف ورزی سابق امیر منکرین خلافت نے کی۔ اکابر منکرین خلافت نے کی۔ نعوذ باللہ حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے کی بلکہ ساری جماعت نے کی۔ جس نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اول تسلیم کیا اور اس کے فرمان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان کی طرح قرار دیا اور اسے اپنا مطاع اور واجب الاطاعت امیر تسلیم کیا۔ یہ سب کچھ ہؤا اور انہی کے ہاتھوں ہؤا۔ جو عداوت محمود کی وجہ سے بعد میں اپنے عقیدہ کو تبدیل کرنے والے تھے۔ لیکن یہ خدا کی تقدیر تھی جو پوری ہوئی۔ اب منکرین خلافت کے لئے کوئی عذر کی جگہ نہیں اور نہ کوئی جائے پناہ ہے۔

کیا انجمن خلیفہ ہو گی؟

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصل الفاظ انجمن کے متعلق درج ذیل ہیں:

"چونکہ انجمن خدا کے مقرر کردہ خلیفہ کی جانشین ہے اس لئے اس انجمن کو دنیا داری کے رنگوں سے بکلی پاک رہنا ہو گا اور اس کے تمام معاملات نہایت صاف اور انصاف پر مبنی ہونے چاہئیں۔"

(ضمیمہ الوصیت شق یا شرط ۱۳)

اس سے منکرین خلافت کا یہ استدلال کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد آپ کی خلیفہ انجمن ہو گی بدیں وجوہ باطل ہے:

(۱) اس انجمن کا نام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس ضمیمہ کی شق ۱ میں "انجمن کارپرداز مصالح قبرستان" رکھا ہے۔ جس سے ظاہر ہے کہ یہ انجمن مصالح قبرستان اور وصیت وغیرہ کے انتظام کے لئے بنائی گئی تھی۔ چنانچہ ۱۹ شرائط جو اس ضمیمہ میں درج ہیں وہ سب کی سب وصیت اور مجوزہ قبرستان میں دفن ہونے والوں کے متعلق ہیں۔

(۲) شرط ۱۳ میں "جانشین" سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد "خلیفہ یا جانشین" ہونا نہیں بلکہ بعض خاص فرائض سرانجام دینے کے لئے حضور کی زندگی میں آپ کی نائمقامی مراد ہے۔ چنانچہ یہ انجمن حضرت اقدسؑ کی زندگی میں مقبرہ بہشتی سے متعلقہ امور سرانجام دیتی رہی۔

(۳) اگر یہاں "جانشین" سے مراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفہ ہوتا ہے۔ تو عبارت میں "خلیفہ کی جانشین ہے" کی بجائے "خلیفہ کی جانشین ہو گی" فقرہ ہوتا۔

(۴) منکرین خلافت نے خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا خلیفہ اور جانشین حسب رسالہ الوصیت قبول کر کے یہ ثابت کر دیا کہ حضرت اقدس کی وفات کے بعد انجمن آپ کی خلیفہ اور جانشین نہیں بلکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد جو خلیفہ ہو اس کی جانشین یعنی اس کی قائم مقامی میں وہ فرائض مفوضہ مندرجہ رسالہ الوصیت اسی طرح سرانجام دے گی جس طرح کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں دیتی رہی۔ جیسا کہ خود اکابر منکرین خلافت نے حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ کی بیعت کے بعد یہ اعلان کر کے ثابت کر دیا۔

"حضرت مولوی صاحب موصوف کا فرمان ہمارے واسطے آئندہ ایسا ہی ہو جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا تھا۔"

ظاہر ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ وصیت تھی کہ آپ کی وفات کے بعد آپ کی جانشین اور خلیفہ صدر انجمن ہو گی تو اس انجمن کو یہ حق کس نے دیا تھا کہ وہ ایک فرد کو آپ کا خلیفہ اور جانشین قبول کرے اور ہر ایک نئے اور پرانے احمدی کے لئے اس کی بیعت کرنا ضروری قرار دے اور پھر اس کے فرمان کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فرمان جیسا تصور کرے اور اسے مطاع قرار دے۔ اور آپ مطیع بن جائے۔ نیز اگر انجمن خلیفہ ہوتی تو یہ بھی بتایا جاتا کہ ممبروں میں کسی مسئلہ پر مساوی آراء پر اختلاف ہو جانے کی صورت میں فیصلہ کون کرے گا۔ لیکن الوصیت میں اس کا کوئی ذکر نہیں پایا جاتا۔

پس حقیقت یہی ہے کہ منکرین خلافت بھی اس وقت یہی سمجھتے تھے کہ انجمن کے لئے "جانشین" کا لفظ ان معنوں میں استعمال نہیں کیا گیا کہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلیفہ ہو گی۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد جیسا کہ حضور نے تحریر فرمایا تھا کہ۔

"دوسری قدرت آ نہیں سکتی جب تک میں نہ جاؤں"

قدرت ثانیہ کو شخصی خلافت کی صورت میں ظاہر فرمایا اور ایسے معجزانہ رنگ میں ظاہر فرمایا کہ بعد میں اباء و استکبار کرنے والوں کو بھی اس وقت سربسجود ہونے کے سوا اور کوئی چارہ نظر نہ آیا۔ یہ قادر خدا کا فعل تھا اور ؎

جس بات کو کہے کہ کروں گا اسے ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

میں نے اس مضمون میں ایسے حوالجات جمع کر دئیے ہیں کہ اس وقت منکرین خلافت کی طرف سے خواہ گجراتی وکیل ہو یا صدر منکرین خلافت یا کوئی اور۔ جس قدر اس مسئلہ پر اعتراضات کئے جاتے ہیں ان سب کے منہ توڑ جوابات ان میں پائے جاتے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ اللہ تعالےٰ منکرین خلافت میں سے سعید ارواح کو ضرور توفیق بخشے گا کہ وہ حق کی طرف رجوع کریں اور خلافت کی برکات سے بہرہ اندوز ہوں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

روزنامہ الفضل ربوہ ۲۶ مئی ۱۹۵۷ء

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دو عظیم الشان اجماع

(از مکرم چوہدری محمد شریف صاحب مولوی فاضل سابق مبلغ بلاد عربیہ)

ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام کی جلالت شان محتاج توضیح و بیان نہیں۔ یہ وہ پاک گروہ ہے جس کے متعلق خدا تعالےٰ نے قرآن شریف میں فرمایا "محمد رسول اللہ، والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود۔ الآیۃ"

محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں۔ اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں اور آپکے رفقاء ہیں (جنہیں عربی میں صحابۃ کہا جاتا ہے) منکرین حق کا اثر قبول نہیں کرتے اور اُن پر بھاری ہیں۔ آپس میں نہایت محبت اور پیار سے رہتے ہیں اور ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں۔ اور ہر وقت خدا تعالےٰ کی عبادت میں لگے رہتے ہیں اور نماز میں پڑھتے رہتے ہیں۔ تا اللہ تعالےٰ کا فضل اُن پر نازل ہو اور اس کی رضا مندی ان کے شامل حال ہو۔ اور ان کے یہ سجدات اس حد تک پہنچ گئے ہیں کہ ان کے چہرے بھی ان سے منور ہو گئے ہیں۔ اور اُن پر نور برستا ہوا نظر آتا ہے۔

پھر ایک اور مقام پر ان کی تعریف میں فرمایا۔ کہ خدا تعالےٰ کے یہ بندے زمین پر تکبر سے نہیں چلتے اور جاہلوں کا مقابلہ جہالت سے نہیں کرتے۔ جھوٹ نہیں بولتے۔ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ زنا نہیں کرتے۔ حق بات کہنے میں کسی سے نہیں ڈرتے۔ خدا تعالےٰ کی عبادت میں مشغول رہتے ہیں۔ اور اس سے ہر وقت دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ کہ اللہ تعالےٰ انہیں بھی عذابِ جہنم سے محفوظ رکھے اور ان کے بیوی بچے بھی نیکوکار اور صالح اعمال بجا لانے والے ہوں اور خدا تعالےٰ کے راستہ پر پوری طرح گامزن ہوں۔

پھر سورۂ نور میں انکی تعریف و توصیف میں فرمایا کہ "رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ" یہ ایسے بندگانِ خدا ہیں کہ نہ انکی تجارتیں انکو خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کرتی ہیں اور نہ خرید و فروخت انکی نمازوں میں حائل ہوتی ہے۔ بلکہ ہر حالت میں آستانہ الوہیت کی طرف جھکے رہتے ہیں۔

نیز اور بھی کئی مقامات پر قرآن شریف میں صحابہ کرام کی مدح اور تعریف کی گئی ہے اور ان کے وہ اوصاف حسنہ بیان کئے گئے ہیں جن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ کا اندازہ ہوتا ہے اور ان کے تمام رزائل سے پاک ہو جانے اور گناہوں سے مجتنب ہو جانے اور قرآن شریف کے علم کا حامل ہونے اور اسرار شریعت (حکمت) سے واقف ہو جانے اور یقین و معرفت سے پُر ہو جانے کا ذکر کئی مرتبہ قرآن شریف میں آیا ہے۔ اور ہم ان آیات کو دیکھکر یہ یقین رکھتے ہیں کہ جیسے ہمارے سید و مولےٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم تمام انبیاء سے اپنی شان میں بڑھ کر تھے اور حضرت احدیت کے کامل خلیفہ اور ظل اللہ علی الارض تھے اسی طرح آپ کے صحابہ کرام جو آپکی دعاؤں، مواعیظ اور تعلیم سے تیار ہوئے وہ بھی آپ کا کامل عکس اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے صحابہ سے اعلیٰ اور افضل تھے اور خدا تعالیٰ کی تائیدات سے مؤید تھے اور خدا تعالےٰ کی روح اُن میں کام کرتی تھی۔ اور حجۃ اللہ علی الارض تھے۔

اور یہ بات ہم ہی نہیں کہتے بلکہ تمام وہ مغربی محققین بھی جنھوں نے ہمارے سید و مولیٰ نبی عربی صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مطالعہ کیا ہے اور آپ کے ساتھ ساتھ ہر میدان میں آپ کے صحابہ کی رفاقت اور کارناموں کا مشاہدہ کیا ہے وہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کا نمونہ دوسرے انبیاء کے صحابہ کرام میں نظر نہیں آتا۔

الغرض ہمارے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے یہ صحابہ اس قدر بلند شان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ بھی ان کی تعریف عرش سے کرتا ہے اور اس کے بندے بھی ان کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔ اور ہم بھی جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر (اللھم صل علی محمد) کہہ کر درود بھیجتے ہیں وہاں (وعلیٰ آل محمد) کہہ کر اُن پر بھی درود بھیجتے ہیں اور ہر روز ان کی ترقی مدارج کے لئے دعاگو ہیں اور ان کے ثناخواں ہیں۔

جب ہمارے سید و مولیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ۱۱ھ میں اپنے رفیق اعلیٰ (خدا تعالیٰ) سے جا ملے اس وقت آپ کے صحابہ کرام پر ایک نازک دور آگیا۔ ایک طرف انہیں کسریٰ و قیصر کی زبردست حکومتیں نظر آرہی تھیں۔ جو اسلام کو نیست و نابود کر دینے اور مسلمانوں کو کھا جانے کے لئے تیاریاں کر رہی تھیں۔ دوسری طرف بعض جھوٹے نبی بھی جو عرب قوم سے ہی تعلق رکھتے تھے، نبرد آزما تھے۔ اور اپنے ارد گرد بغاوت کے لئے لشکر جمع کر رہے تھے۔ تیسری طرف ان کی محبت اور شدید عقیدت یہ خیال تک اُنکے پاس نہ آنے دیتی تھی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی اس دنیا سے جلد رحلت فرما سکتے ہیں اس لئے ایک دلی محب (حضرت عمرؓ) نے جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اچانک وفات کی خبر سُنی تو انکو یہ یقین ہی نہ آیا کہ آپ وفات بھی پا سکتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ آپ فوت نہیں ہوئے اور نہ ہی فوت ہو سکتے ہیں بلکہ اپنے دشمنوں کا قلع قمع کریں گے اور جو شخص یہ کہیگا کہ آپ فوت ہو گئے ہیں مَیں اُس کا سر قلم کر دوں گا۔

اس نازک ترین گھڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے **یارِ غار ثانی اثنین** دو بزرگ شخصیتوں میں سے ایک عظیم الشان شخصیت حضرت ابو بکر **صدیق** رضی اللہ عنہ و ارضاہ اپنے قیام گاہ سے آئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئے اور یہ مشاہدہ کر کے کہ آپؐ اس دنیا سے رحلت فرما چکے ہیں۔ آپ کے چہرہ مبارک کو بوسہ دیا اور کہا "طِبْتَ حَیًّا وَّ مَیْتًا" پھر اندرون خانہ سے باہر مسجد میں تشریف لائے۔ اور ان تمام صحابہ سے جو آپکی وفات کی خبر پا کر مسجد میں جمع ہو چکے تھے۔ کہا۔ کہ لوگو! بیٹھ جاؤ اور میری بات سنو۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منبر پر کھڑے ہو کر بلند آواز سے یہ اعلان کیا:۔

"اَلَا! مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ! وَمَنْ کَانَ یَعْبُدُ اللّٰہَ فَاِنَّ اللّٰہَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ!! وَقَالَ "اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ" وَقَالَ "وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَسَیَجْزِی اللّٰہُ الشّٰکِرِیْنَ" فَنَشَجَ النَّاسُ یَبْکُوْنَ"۔ صحیح البخاری، باب فضل ابی بکر۔

"اے لوگو! سنو! جو شخص محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی عبادت کرتا تھا۔ اُسے معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ فوت ہو گئے ہیں اور جو شخص خدا تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ وہ اب بھی زندہ ہے مریگا نہیں۔" اور قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی:۔ "تو بھی اے رسول مرنیوالا ہے اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں اس سے پہلے جس قدر اللہ تعالےٰ کے رسول آئے سب فوت ہو چکے ہیں۔ پس اے مسلمانو! اگر محمد رسول اللہ فوت ہو جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم مرتد ہو جاؤ گے۔ اور دیکھو جو شخص تم میں سے دوبارہ اپنا پہلا مذہب اختیار کریگا وہ خدا کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکیگا۔ لیکن جو لوگ اس صدمہ عظیمہ کو صبر سے برداشت کر لیں گے تو اللہ تعالیٰ انکو عنقریب بہت اچھا بدلہ دے گا۔"

اس اعلان کو سنکر تمام صحابہ زار زار رونے لگے اور مسجد آہ و بکا سے بھر گئی۔ اور اُس روز سب نے یہ یقین کر لیا کہ موت سب کے لئے ضروری ہے۔ اور جس طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے آنے والے سب رسول وفات پا چکے اسی طرح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی وفات پا گئے۔ نہ پہلوں میں سے مرنے کے بعد کوئی واپس آیا نہ آپؐ واپس تشریف لائیں گے۔

آپ کی اس تقریر کے بعد حاضرین میں سے کوئی شخص بھی آپ سے اس بات میں اختلاف کرنے کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ اور سب نے بالاتفاق تسلیم کر لیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بھی فوت ہو گئے ہیں۔ اور آپ سے پہلے جس قدر رسول دنیا میں آئے۔ آدمؑ ہوں یا نوحؑ۔ ابراہیمؑ ہوں یا اسمٰعیلؑ موسیٰؑ ہوں یا عیسیٰؑ۔ زکریاؑ ہوں یا یحییٰؑ سب وفات پا چکے ہیں اور ہم بھی آپکی طرح کسی دن مرنیوالے ہیں۔

یہ وہ پہلا اجتماع تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں ہوا اور پہلا **اجماع** تھا۔ جو اسلام میں ہوا۔ اور صحابۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اسے بلا اختلاف قبول کیا اور اس کے ذریعہ شرک کی بیخکنی کی اور صرف خدا تعالیٰ ہی کو **حیّ و قیوم** تسلیم کیا گیا۔

اب اس اجماع کے بعد ایک اور ضروری بات قابل تصفیہ رہ گئی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام کیا کریں؟ سب اپنی اپنی راہ لیں اور یہ جماعت جو ۲۳ سال کی متواتر کوششوں سے بنی تھی منتشر ہو جائے یا آپ کا کوئی قائم مقام ہو جو آپ کی نیابت کرے اس کے لئے اللہ تعالےٰ نے یہ انتظام کیا کہ انصار رضی سعد بن عبادہ کے پاس بنی ساعدۃ کے سقیفۃ (ایسی جگہ جس پر دھوپ اور بارش سے بچنے کے لئے چھت ڈالی ہوئی ہو) میں جمع ہو گئے اور وہاں ہی حضرت ابو بکر حضرت عمر اور دیگر صحابہ مہاجرین بھی پہنچ گئے اور وہاں یہ مسئلہ زیر بحث آگیا کہ اب ہمارا کوئی لیڈر ہونا چاہیئے۔ جس کے ہاتھ پر سب مومن جمع ہو جائیں۔ انصار کا خیال تھا کہ دو خلیفے ہوں ایک انصار میں سے منتخب کر لیا جائے اور ایک مہاجرین میں سے۔ مگر حضرت ابو بکرؓ کی یہ رائے تھی کہ خلیفہ ایک ہی ہو۔ جو مہاجروں میں سے ہو اور انصار اس کے مددگار ہوں۔ اور آپ نے اس موضوع پر بھی تقریر فرمائی۔ اور سب حاضرین مہاجرین و انصار پر واضح کر دیا۔ کہ ایک ہی خلیفہ ہونا چاہیئے جو صاحب حسب و نسب ہو۔ اور اس منصب کے لئے آپ نے دو نام پیش کئے اور کہا کہ عمرؓ یا ابو عبیدہ کی بیعت کر لو۔ اور سلک وحدت میں منسلک ہو جاؤ۔

آپؓ کی تقریر ایسی زبردست اور مدلل تھی کہ سب حاضرین نے آپ سے اتفاق کیا اور کہا کہ خلیفہ ایک ہی ہوگا اور وہ آپ ہی ہیں اور د

بیعت کرتے ہیں چنانچہ وہاں سب حاضرین نے آپ کی بیعت کر لی اور آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے **خلیفہ** قرار پائے۔ اور جو لوگ اس وقت وہاں اپنی مصروفیت کی وجہ سے موجود نہیں تھے جیسے حضرت علی اور حضرت عباس وغیرہ انہوں نے بھی آپ کی بیعت کر کے اِس بات کی تصدیق کر دی کہ وہ بھی اس اجماع صحابہ کے ساتھ جو سقیفہ بنی ساعدہ میں ہوا جس میں انصار اور مہاجرین شامل تھے متفق ہیں مخالف نہیں۔ اور یہ دونوں اجماع ایسے **عظیم الشان اجماع** ہیں۔ جن میں کسی صحابی نے اختلاف نہیں کیا۔ اور سب نے بصدق دل انہیں قبول کیا۔

پہلے اجماع صحابہ نے شرک کی بنیادیں کو ہلا دیا اور سب دنیا پر واضح کر دیا کہ حی و قیوم اللہ تعالیٰ کی ہی ذات ہے۔

دوسرے اجماع نے تمام اُمت محمدیہ کو یہ سبق دیا کہ خلافت ایک نہایت ضروری سلسلہ ہے جس کے بغیر امت محمدیہ کی وحدت قائم نہیں رہ سکتی۔ اور سب مومنوں کو سلکِ خلافت میں منسلک کر کے وہ وعدہ الٰہی پورا کیا جو آیت استخلاف میں مذکور ہے کہ ہم مومنوں سے خلفاء بناتے رہینگے۔

نیز یہ بھی ثابت کر دیا کہ ایک وقت میں ایک ہی خلیفہ ہو گا۔ تا وحدتِ جماعت قائم رہے۔ اور تفرقہ و شقاق سے اُمت محفوظ رہے۔

الغرض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے یہ دونوں اجماع عظیم الشان اجماع ہیں۔ جن پر عمل کرنے میں اسلام کی ترقی کا راز مضمر ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ پر بہت بہت برکات نازل فرمائے جنہوں نے اِن دونوں اجماعوں کا محرک ہو کر توحیدِ حقیقی کو پھر قائم کیا۔ اور امتِ محمدیہ کو ایک خلیفہ کے ہاتھ پر جمع کر کے اُن فیوض اور نعمتوں سے حصہ دلایا۔ جن کا آیت استخلاف میں وعدہ کیا گیا تھا۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اپنے بعد بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ نامزد کر کے اور سلسلہ خلافت چلا کر دنیا میں وہ عظیم الشان فتوحات اسلام کے لئے مقدر کیں جن کا وعدہ سورہ فتح میں کیا گیا تھا۔ اور ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اب پھر اسلام کو دوبارہ فتوحات دینے کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے امت محمدیہ میں دوبارہ سلسلہ خلافت جاری کر دیا ہے۔ اور جماعت احمدیہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مذکورہ بالا دونوں اجماعوں پر عملی طور پر گامزن ہے۔ خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کیلئے وفات مسیح کی منادی ساری دنیا میں کر رہی ہے اور خلافت کے ساتھ بھی وابستہ ہے۔ فالحمد للہ الذی ھدٰنا لھذا وما کنا لنھتدی لولا ان ھدٰنا اللہ ⁂

ادائیگی زکوٰۃ اموال کو بڑھاتی ہے اور تزکیہ نفوس کرتی ہے۔

اسلام میں خلافت کا مقام

خلیفہ جماعت کی تنظیم، روحانیت اور نفاذ شریعت میں مرکزی نقطہ ہے

مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کی تصریحات

از مکرم مولینا ابوالعطاء صاحب فاضل

دنیائے اسلام پر نگاہ ڈالئے آپ دیکھیں گے کہ اس وقت مسلمان دو قسموں میں منقسم ہیں ایک حصہ تو وہ ہے جو اپنے پیروں اور گدی نشینوں کے گرد اس طور سے جمع ہے کہ ان کی پوجا کر رہا ہے۔ ان کو الوہیت کے عرش پر بٹھا کر ان کی عبادت بجا لا رہا ہے۔ خدا کی کتاب اور رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت کو پس پشت پھینک کر اپنے پیروں کے ہر قول کو بلا سند شرعی شریعت قرار دے رہا ہے۔ ایک دوسرا حصہ ایسے مسلمانوں کا ہے جو شتر بے مہار کی طرح اپنے آپ کو ہر پابندی سے آزاد سمجھتے ہیں اور کسی سلک میں منسلک ہونا اپنے لئے عار خیال کرتے ہیں۔ اول الذکر گروہ جمود اور شخصیت پرستی کا شکار ہے اور دین اسلام کی کوئی قابل ذکر خدمت بجا نہیں لا رہا۔ ثانی الذکر گروہ الحاد و دہریت کے جنگل میں پھنس کر اسلام کی شکل کو مسخ کر رہا ہے اور مختلف قسم کے فتنے پیدا کر رہا ہے۔ اسلامی نظام کی صحیح شکل یعنی خلافت دوسری کسی جگہ موجود نہیں ہے۔ محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ نعمت صرف جماعت احمدیہ کو حاصل ہے۔

گذشتہ صدیوں میں اور حالیہ تحریکات میں مسلمانوں نے قیام خلافت کے لئے بہت تگ و دو کی مگر اسلامی خلافت اللہ تعالیٰ قائم کرتا ہے اس لئے تمام انسانی کوششیں اس جگہ کامیاب نہ ہو سکیں۔ خلیفہ وقت ایک انسان ہوتا ہے وہ شریعت کو نافذ کرنے کے لئے مقرر ہوتا ہے وہ نبی کی سنت کا تابع ہوتا ہے۔ اصل قانون اللہ تعالیٰ کی شریعت ہی ہوتی ہے اور اصل اتباع سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہی ہو گی مگر ہر خلیفہ اپنے دائرہ میں مطاع اور متبوع ہوتا ہے۔ شرعی سند کے ساتھ اس کی اطاعت واجب اور لازم ہوتی ہے تمام احکام و اوامر میں اس کی فرمانبرداری واجب ہوتی ہے۔ وہ جماعتی تنظیم کا نقطۂ مرکزی ہوتا ہے۔ روحانیت کا سرچشمہ ہوتا ہے کتاب الٰہی کا معلم ہوتا ہے سنت رسول کا نمائندہ ہوتا ہے۔ شریعت کے لئے قوت نافذہ ہوتا ہے۔ اس لئے وہ شرعًا واجب الاطاعت وجود ہوتا ہے۔ خلافت کے بغیر کوئی روحانی تنظیم نہیں ہے۔ تبلیغ دین کا کوئی اہتمام اور انتظام نہیں ہے۔ تزکیہ نفوس کی کوئی حقیقی راہ نہیں ہے۔ پس خلافت کی ضرورت اسلام میں ایک بنیادی ضرورت ہے اور خلافت کا وجود مذہب کے قیام کا نبوت کے بعد واحد ذریعہ ہے۔

جماعت احمدیہ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے نعمت خلافت حاصل ہے۔ جماعت کو اس کی صحیح قدر کرنی چاہیئے اور اس نعمت سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ حاصل کرنا چاہئے جماعت کی عظیم الشان دینی خدمات خلافت کے طفیل ہی ہیں۔ خلافت کوئی گدی یا پیر پرستی نہیں مگر وہ افراد جماعت کو شتر بے مہار کی حیثیت بھی نہیں دیتی بلکہ وہ شریعت کی روشنی میں افراد جماعت میں والہانہ محبت اور عقیدت کے ساتھ اطاعت کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ ادب و احترام سکھاتی ہے ؎

گر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی

احمدیت کے مخالفین جو نعمت خلافت سے محروم ہیں ہر طرح وسوسہ اندازی کی کوشش کرتے ہیں اور مختلف طعنوں سے اس محبت اور عقیدت میں رخنہ ڈالنا چاہتے ہیں جو احمدیوں کو اپنے پیارے خلیفہ ایدہ اللہ بنصرہ العزیز سے ہے۔ مگر وہ یقین رکھیں کہ ان کی تمام کوششیں ضائع جائیں گی۔ اور وہ اپنے عزائم مشؤمہ میں ناکام رہیں گے۔ کیونکہ احمدی خلافت کی حقیقت کو سمجھتے ہیں اور خلیفہ کے مقام کو جانتے ہیں انہوں نے خدا کے نشانوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے وہ ایمان رکھتے ہیں کہ خلافت کے زوال کے ساتھ دین کا زوال ہو جاتا ہے۔ جماعتی تنظیم پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ روحانی قوتیں مضمحل ہو جاتی ہیں اور تبلیغ کے ذرائع مسدود ہو جاتے ہیں۔ اور قومی و جماعتی عزیمت ضائع ہو جاتی ہے۔

خلافت کی یہ اہمیت اور اس کا یہ مقام ہر اہل فکر مسلمان پر واضح ہے۔ ہم بغرض اختصار اس جگہ صرف مولانا ابوالکلام صاحب آزاد کے (جو غیر احمدی روشن خیال علماء میں خاص مقام رکھتے ہیں) چند حوالہ جات درج ذیل کرتے ہیں۔ آپ کا "مسئلہ خلافت" کے متعلق ایک رسالہ ہے، اس میں تحریر فرماتے ہیں

(۱) "پھر جس طرح شخصی اور اعتقادی اور عملی زندگی کے لئے مرکز قرار پائے۔ ضرور تھا کہ جماعتی اور ملی زندگی کے لئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا۔ لہٰذا وہ مرکز بھی قرار دے دیا گیا۔ تمام امت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرہ کے ٹھہرایا۔ اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت پر حرکت، اس کے سکون پر سکون، اس کی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر انفاق جان و مال۔ ہر مسلمان کے لئے فرض کر دیا گیا۔ ایسا فرض جس کے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آسکتا۔ اسلام کی اصلاح میں اس قومی مرکز کا نام "خلیفہ" اور امام ہے اور جب تک یہ مرکز اپنی جگہ نہیں ہٹتا ہے۔ یعنی کتاب و سنت کے مطابق اس کا حکم ہے۔ ہر مسلمان پر اس کی اطاعت و اعانت اسی طرح فرض ہے۔ جس طرح خود اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی"

(رسالہ مسئلہ خلافت ص ۲۵)

(۲) "جب آپؐ دنیا سے تشریف لے گئے تو خلفاء راشدین کی خلافت خاصہ اسی اجتماع قومی و مناصب پر قائم ہوئی اور اسی لئے اس کو منہاج نبوت سے تعبیر کیا گیا۔ یعنی یہ نہایت ٹھیک ٹھیک ہر لحاظ اور ہر پہلو سے

شخص جامع نبوت کی سچی قائمقامی اپنے اندر رکھتی تھی۔

منصب نبوت مختلف اجزاء نظر و عمل سے مرکب ہے۔ ازاں جملہ ایک جزو وحی و تنزیل کا مورد ہونا اور شریعت میں تشریع و تاسیس قوانین کا اختیار رکھنا ہے۔ یعنی قانون وضع کرنا اور اس کے وضع و قیام کی معلومانہ و غیر مستوانہ قوت۔ اس جزء کے اعتبار سے نبوت آپ کے وجود پر ختم ہو چکی تھی اور قیامت تک کے لئے شریعت و قانون کے وضع و قیام کا معاملہ کامل ہو چکا تھا۔ جب نعمت حاصل ہو گئی تو پھر کامل چیز ہی کو ہمیشہ باقی رہنا چاہیئے۔ اس کی جگہ کسی دوسری چیز کا آنا نقص کا ظہور ہوگا نہ کہ تکمیل کا۔

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا۔ (۵-۴)

لیکن منصب نبوت اس اصلی جزء کے ساتھ بہت سے تبعی اجزاء پر بھی مشتمل تھا اور ضرور تھا کہ ان کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہے اس چیز کو مختلف احادیث میں مختلف تعبیرات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت عمرؓ کے لئے محدث (بالفتح) کا مقام بتلایا گیا۔ علماء کو انبیاء کا وارث کہا گیا مبشرات صادقہ کو نبوت کا چالیسواں جزء قرار دیا۔

"لم یبق من النبوۃ الا المبشرات" حدیث تجدید بھی اسی سلسلہ میں داخل ہے پس خلفاء راشدین کو جو نیابت پہنچی اس میں وحی و تشریع کی قائمقامی تو نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن اور تمام اجزاء و خصائص نبوت کی نیابت داخل تھی۔"

(مسئلہ خلافت صـ۱۹)

(۳) "قرآن و سنت قانون ہے لیکن قانون بالکل بیکار ہے۔ اگر کوئی قوت نافذہ نہ ہو یعنی اس قانون پر عمل کرانے والی قوت۔ اور ظاہر ہے کہ جو قوت نافذہ ہو گی اس کی اطاعت عین قوت مقننہ کی اطاعت ہو گی ایک دہقانی تک جانتا ہے کہ گورنر اور نائب السلطنت کی اطاعت عین بادشاہ کی اطاعت ہے بلکہ ایک سپاہی کی اطاعت بھی عین قانون اور بادشاہ کی اطاعت ہوتی ہے اور اس سے مقابلہ کرنا عین قانون اور بادشاہ سے بغاوت کرنا۔ یہ ساری بحثیں اس لئے پیدا ہو گئیں کہ اسلام کے جماعتی نظام کی اہمیت پر نظر نہ ڈالی گئی۔ اگر یہ حقیقت پیش نظر ہوتی کہ شریعت کے نفاذ اور امت کے قوام و نظام کے لئے ایک مرکزی اقتدار ناگزیر ہے اور وہی امام اور اس کے نائب افراد ہیں تو اولی الامر کا مطلب بالکل صاف تھا۔"

(رسالہ مسئلہ خلافت صـ۳۰)

(۴) "کتاب و سنت نے جماعتی زندگی کے تین رکن بتلائے ہیں۔

تمام لوگ کسی ایک صاحب علم و عمل مسلمان پر جمع ہو جائیں اور وہ اُن کا امام ہو وہ جو کچھ تعلیم دے ایمان و صداقت کے ساتھ قبول کریں۔

قرآن و سنت کے ماتحت اس کے جو کچھ احکام ہوں ان کی بلاچون و چرا تعمیل و اطاعت کریں۔ سب کی زبانیں گونگی ہوں صرف اسی کی زبان گویا ہو۔ سب کے دماغ بیکار ہو جائیں۔ صرف اسی کا دماغ کارفرما ہو۔ لوگوں کے پاس نہ زبان ہو نہ دماغ صرف دل ہو جو قبول کرے صرف ہاتھ پاؤں ہوں جو عمل کریں۔

اگر ایسا نہیں ہے تو ایک بھیڑ ہے۔ ایک انبوہ ہے۔ جانوروں کا ایک جنگل ہے کنکر پتھر کا ایک ڈھیر ہے مگر نہ تو "جماعت" ہے نہ "امت" نہ "قوم" نہ "اجتماع" اینٹیں ہیں مگر دیوار نہیں۔ کنکر ہیں مگر پہاڑ نہیں۔ قطرے ہیں مگر دریا نہیں۔ کڑیاں ہیں جو ٹکڑے ٹکڑے کر دی جا سکتی ہیں مگر زنجیر نہیں ہے جو بڑے بڑے جہازوں کو گرفتار کر لے سکتی ہے۔"

(مسئلہ خلافت صـ۱۹۱ ۔ صـ۱۹۲)

(۵) "اور اسی بنا پر احکام و اعمال شریعت کے ہر گوشے اور ہر شاخ میں یہی اجتماعی و انتظامی حقیقت بطور اصل و اساس کے نظر آتی ہے۔ نماز کی جماعت خمسہ اور جمعہ و عیدین کا حال ظاہر ہے۔ حج بجز اجتماع کے اور کچھ نہیں۔ زکوٰۃ کی بنیاد ہی اجتماعی زندگی کا قیام اور ہر فرد کے مال و اندوختہ میں جماعت کا ایک حصہ قرار دے دینا ہے۔ علاوہ بریں اس کی ادائیگی کا نظام بھی انفرادی حیثیت سے نہیں رکھا گیا۔ بلکہ جماعتی حیثیت سے یعنی ہر فرد کو اپنی زکوٰۃ خود خرچ کر دینے کا اختیار نہیں دیا گیا۔ جیسا کہ بدقسمتی سے آج مسلمان کر رہے ہیں اور جو صریح غیر شرعی طریقہ ہے۔ بلکہ مصارف زکوٰۃ متعین کر کے حکم دیا گیا۔ کہ ہر شخص اپنی زکوٰۃ کی رقم امام و خلیفہ وقت کے سپرد کر دے۔ پس اس کے خرچ کی بھی اصلی صورت جماعتی ہے نہ کہ انفرادی یہ امام کا کام ہے کہ اس کا مصرف تجویز کرے اور مصارف منصوصہ میں سے جو مصرف زیادہ ضروری ہو اس کو ترجیح دے۔ ہندوستان میں اگر امام کا وجود نہ تھا تو جس طرح جمعہ و عیدین وغیرہ کا انتظام عذر کی بناء پر کیا گیا زکوٰۃ کا بھی کرنا تھا۔" (مسئلہ خلافت صـ۱۶)

(۶) "اجتماع کے یہ خواص و اوصاف نہ تو حاصل ہو سکتے ہیں نہ قائم رہ سکتے ہیں جب تک کوئی بالاتر فعال و مدبر طاقت وجود میں نہ آئے اور وہ منتشر افراد کو ایک متحد اور متالف ممزوج اور منظم جماعت کی شکل میں قائم نہ رکھے پس ایک امام کا وجود ناگزیر ہوا اور اس لئے ضروری ہوا کہ سب سے پہلے تمام افراد ایک ایسے وجود کو اپنا امام و مطاع تسلیم کریں جو بکھرے ہوئے اجزا کو اتحاد و ائتلاف اور امتزاج و نظم کے ساتھ جوڑ دینے اور اڑتے ہوئے ذروں سے ایک حی و قیوم جماعتی وجود پیدا کر دینے کی قابلیت رکھتا ہو۔

اصل مرکز اس طاقت کا امام اعظم یعنی خلیفہ ہے اور پھر ہر ملک، ہر آبادی ہر گروہ میں اس کے ماتحت امام جماعت ہونے چاہئیں مسلمانوں کے کسی چھوٹے سے چھوٹے گروہ کے لئے بھی شرعاً جائز نہیں کہ بلا قیام امام کے زندگی بسر کریں۔ حتی کہ اگر صرف تین مسلمان بھی ہوں تو چاہیئے کہ ایک ان میں سے امام تسلیم کر لیا جائے اذا کان ثلاثۃ فی سفر فلیؤمروا احدھم

پانچ وقت کی جماعت نمازیں جماعتی نظام کا پورا پورا نمونہ مسلمانوں کو دکھلا دیا گیا کیونکہ نماز ہی وہ عمل عظیم ہے جو اسلام کے تمام عقائد و اعمال کا جامع ترین نمونہ ہے۔ کس طرح سے ہزاروں لاکھوں ہزاروں منتشر افراد مختلف مقاموں۔ مختلف جہتوں۔ مختلف شکلوں اور مختلف لباسوں میں آتے ہیں۔ لیکن یکایک صدائے تکبیر سب کے انتشار کو ایک کامل اتحادی جسم میں تبدیل کر دیتی ہے۔ یہاں تک کہ ہزاروں اجزا کا یہ منتشر مواد بالکل ایک جسم واحد کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ سب کے وجود ایک ہی صف میں جڑے ہوئے سب کے کاندھے ایک دوسرے سے ملے ہوئے۔ سب کے قدم ایک ہی سیدھ میں سب کے چہرے ایک ہی کی جانب۔ قیام کی حالت ہے تو سب ایک جسم واحد کی طرح کھڑے ہیں۔ جھکاؤ ہے تو تمام صفیں بیک وقت جھکی ہوئی ہیں۔ ظاہر کے ساتھ باطن بھی یکسر متحد و ممزوج۔ سب کے دل ایک ہی کی یاد میں محو۔ سب کی زبانیں ایک ہی کے ذکر میں مترنم۔ پھر دیکھو سب کے آگے صرف ایک ہی وجود امام کا نظر آتا ہے۔ جس کے اختیار میں جماعت کے تمام اعمال و افعال کی باگ ہوتی ہے۔ جب چاہے سب کو جھکا دے۔ جب چاہے سب کو اٹھا دے۔ اسلام کی زبان میں "جماعت" سے مقصود ایسا اجتماع ہے۔ انبوہ اور بھیڑ کا نام جماعت نہیں ہے۔"

(مسئلہ خلافت صـ۲۳ صـ۲۴)

ان حوالہ جات سے نمایاں ہے کہ اسلام میں خلافت کا کیا مقام ہے اور یہ کتنی قیمتی اور ضروری چیز ہے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے اس کے اس فضل کی پوری پوری قدر کریں۔ تا خدا تعالیٰ اپنے وعدہ

ولئن شکرتم لازیدنکم

کے مطابق دائمی طور پر ہمیں اس نعمت سے سرفراز نمائے۔ اللھم آمین :

خلافت کے بابرکت نظام کا قیام (بقیہ صـ۸)

جسے اسلام نے ضروری قرار دیا ہے اور خدا تعالیٰ اس نظام کے ذریعہ نبی کے کام کو مکمل فرمایا کرتا ہے اور ہر نبی کے بعد خلافت ہوتی رہی ہے اور حضرت مسیح موعودؑ نے بھی اپنے بعد خلافت کا وعدہ فرمایا تھا اور یہ کہ گو بظاہر خلیفہ کا تقرر مومنوں کے انتخاب سے ہوتا ہے مگر دراصل اسلامی تعلیم کے ماتحت خلیفہ خدا بناتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ اب جب اس سلسلہ احمدیہ میں خلافت کا نظام عملاً قائم ہو چکا ہے اور تم ایک ہاتھ پر بیعت کر چکے ہو تو اب تم میں یا کسی اور میں یہ طاقت نہیں ہے کہ خدا کی مشیت کے رستے میں حائل ہو۔ اور فرمایا کہ جو قمیص مجھے خدا نے پہنائی ہے وہ میں اب کسی صورت میں اتار نہیں سکتا۔ مگر افسوس کہ منکرین خلافت کا پراپیگنڈہ ایسی نوعیت اختیار کر چکا تھا۔ کہ ان پر کسی دلیل کا اثر نہ ہوا۔ اور بظاہر حضرت خلیفہ اولؓ کی بیعت کے اندر رہتے ہوئے انہوں نے خلافت کے خلاف اپنی خفیہ کارروائیوں کو جاری رکھا۔ لیکن حضرت اول کی تقریروں سے ایک عظیم الشان فائدہ ضرور ہو گیا۔ اور وہ یہ کہ جماعت کا کثیر حصہ خلافت کی اہمیت اور اس کی برکات اور اس کے خدا داد منصب کو اچھی طرح سمجھ گیا۔ اور ان گم گشتگان راہ کے ساتھ ایک نہایت قلیل حصہ کے سوا اور کوئی نہ رہا اور جب ۱۹۱۴ء میں حضرت خلیفہ اولؓ کی وفات ہوئی تو بعد کے حالات نے بتا دیا کہ حضرت خلیفہ اولؓ کی مسلسل اور انتھک کوششوں نے جماعت کو ایک خطرناک گڑھے میں گرنے سے محفوظ رکھا ہے۔ حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد کا یہ ایسا جلیل القدر کارنامہ ہے کہ اگر اس کے سوا آپ کے عہد میں کوئی اور بات نہ بھی ہوتی تو پھر بھی اس کی شان میں فرق نہ آتا۔

(سلسلہ احمدیہ از صفحہ ۳۰۵ تا ۳۱۶)

وصیت نمبر ۱۵۹۹ل

وصیت :- منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہے تاکہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو۔ تو وہ دفتر کو اطلاع کردے (سیکرٹری مجلس کارپرداز)

نمبر ۱۵۹۹ل :- میں محمد ابراہیم ولد پیر محمد قوم مانگر پیشہ تجارت عمر ۲۰ سال پیدائشی احمدی ساکن ربوہ ڈاکخانہ خاص ضلع جھنگ صوبہ مغربی پاکستان۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۶٫۴٫۵۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائیداد اس وقت کوئی نہیں۔ اس وقت ماہوار آمد بصورت تجارت تقریباً مبلغ -/۸۰ روپے ہے۔ میں تاذیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز بعد مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ربوہ پاکستان ہوگی۔

العبد :- محمد ابراہیم ربوہ ڈائرن سٹور غلہ منڈی دارالرحمت غربی ربوہ

گواہ شد محمد سعید پنشنر سیکرٹری امور عامہ دارالرحمت غربی۔

گواہ شد :- سربلند محلہ دارالرحمت غربی۔

نکاح اور دعوت ولیمہ

عزیزہ سلیمہ احمد صاحب جنجوعہ ابن ماسٹر ضیاء الدین صاحب ارشد ٹیچر تعلیم الاسلام ہائی سکول کا نکاح ہو رخہ ۲۳٫۵٫۵۷ کو چنیوٹ میں مکرم مولانا جلال الدین صاحب شمس نے ہمراہ ذکیہ بیگم صاحبہ بنت مکرم شیخ محمد شفیع صاحب وہرہ تاجر کلکتہ ایک ہزار روپیہ مہر پر پڑھا۔ اسی دن رخصتانہ کی تقریب عمل میں آئی ۲۴٫۵٫۵۷ کو ربوہ میں دعوت ولیمہ ہوئی جس میں کثرت سے مقامی حضرات نے شمولیت فرمائی احباب سے درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت فرمائے

محمد اجمل شاہد

اوقات روانگی دی کوہ نائیٹڈ ٹرانسپورٹس سرگودھا

نمبر سروس	پہلی سروس	دوسری سروس	تیسری سروس	چوتھی سروس	پانچویں سروس	چھٹی سروس	ساتویں سروس	آٹھویں سروس	نویں سروس	دسویں سروس
از سرگودھا برائے لاہور	۳½	۴½	۵½	۶½	۷½	۸¾	۱۰	۱۱½	۱۳	۱۴½
از لاہور برائے سرگودھا	۲½	۵	۶½	۸	۸½	۱۰½	۱۲	۱۳½	۱۵	۱۶
از گوجرانوالہ برائے سرگودھا	۵¾	۱۰½	۱۵¼	نوٹ :- لاہور سرگودھا کے درمیان پانچ گھنٹے اور سرگودھا گوجرانوالہ کے درمیان ساڑھے چار گھنٹے کا سفر ہے۔ (جنرل مینیجر)						
از سرگودھا برائے گوجرانوالہ	۵¾	۱۰½	۱۵¼							

درخواست دعا

مکرم ہدایت اللہ کی آنکھ کا اپریشن چنیوٹ ہسپتال میں ہوا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں شفائے کاملہ عطا فرمائے۔ آمین

ملک محمد دین خادم درویش۔ ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴